یاایها الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا (القرآن)
علماء دیوبند کا عقیدۂ حیات النبی
اور
مولانا سخی داد خوستی کے فکری تضادات
افادات
مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی
ترتیب و تدوین
حافظ ممتاز الحسن خان احسن خدامی
ناشر
حق چاریارؓ اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(یا اللہ مدد)

یاایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا (القرآن)

علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی

اور

مولانا سخی داد خوستی کے فکری تضادات

افادات

محقق اہل سنت، پاسبان مسلک دیوبند

حضرت مولانا **عبدالحق خان بشیر** مدظلہ

امیر: پاکستان شریعت کونسل، پنجاب

ترتیب و تدوین

حافظ ممتاز الحسن خان احسن خدامی

(ناشر) حق چار یارؓ اکیڈمی، مدرسہ حیات النبیؐ، محلّہ حیات النبیؐ، گجرات

فون نمبر **0301-6223211......053-3521644**

نام کتاب.................مولانا سخی داد کے تضادات

مرتب.................احسن خدامی

اشاعت.................نومبر 2013

صفحات.................72

رعائتی قیمت.................35

ناشر.................حق چاریار اکیڈمی، گجرات

زیراہتمام.................مظہریہ دارالمطالعہ

ملنے کے پتے

حافظ محمد عمر اسعد صاحب، مسجد حق چاریار، پنڈی روڈ، تلہ گنگ

سنی اکیڈمی، جامعہ اہل سنت تعلیم النساء، چکوال 0300-9470582

اسٹاکسٹ: مولانا عبدالروف نعمانی، لاہور۔رابطہ نمبر: 0321-4145543

اسٹاکسٹ: مکتبہ صفدریہ، ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور 0301-7790908

مکتبہ صفدریہ، نزد گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ...... جامعہ حنفیہ للبنات، جہلم......مکتبہ رحمانیہ، لاہور

مکتبہ عمر فاروق، کراچی......مکتبہ جمال قاسمی، سہراب گوٹھ کراچی......مکتبہ اہل سنت، فیصل آباد

حافظ عبدالوحید حنفی صاحب، مدنی جامع مسجد چکوال......کشمیر بک ڈپو، جہلم روڈ چکوال

مکتبہ مجددیہ، لاہور......مکتبہ قاسمیہ، لاہور......مکتبہ سید احمد شہید، لاہور......مکتبہ سراجیہ، سرگودھا

جامعہ عبیدیہ، فیصل آباد......مکتبہ ہاشمیہ، بہاول پور......مکتبہ عثمانیہ، ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان

ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان......مکتبہ امدادیہ، ملتان......ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

مکتبہ الحسن، لاہور......ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن کراچی......دارالامین، لاہور......

انتساب

جد مکرم، امام اہل سنت، شیخ الحدیث، حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

تلمیذ رشید:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

خلیفہ مجاز:

رئیس المفسرین، امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ

[واں بھچراں، میانوالی]

کے نام

فہرست

مولانا عبدالحق خان بشیر

پیش لفظ

مولانا سخی داد خوستی ہمارے زمانہ طالب علمی کے دوستوں میں سے ہیں، وہ جن دنوں مدرسہ انوار العلوم (جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ) کے طالب علم تھے، ہم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھے۔اپنے اپنے مدرسہ کی جمعیۃ طلبائے اسلام کے ذمہ دار ہونے کی بنا پر ہمارے باہمی روابط مسلسل قائم تھے، مختلف علمی وفکری اور تنظیمی ومسلکی پروگراموں میں ہم ایک ساتھ شرکت کرتے، مدرسہ نصرت العلوم میں حضرت شیخ مکرم امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کے بعض اسباق کا سماع کرنے کے لئے بھی وہ طویل عرصہ تشریف لاتے رہے، ١٣٩٦ھ /١٩٧٦ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو گورنمنٹ نے بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو قومی تحویل میں لینے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تو قائدین جمعیۃ کی سرپرستی میں ''تحریک جامع مسجد نور'' چل نکلی، جس میں سینکڑوں علماء وطلباء وعوام گرفتار کیے گئے۔اس تحریک میں بھی خوستی صاحب نے تقریباً تین ماہ ہمارے ساتھ گوجرانوالہ جیل میں گزارے، اور چند سال سے ہم پاکستان شریعت کونسل کے پلیٹ فارم پر بھی ایک ساتھ کام کررہے ہیں، اس تقریباً چالیس سالہ طویل ربط وتعلق کے باوجود ہم نے کبھی ان کے اندر مماتیت کے جراثیم محسوس نہیں کیے، وہ طبعاً ایک محتاط اور مسنون زندگی گزارنے والے اور بعض مسنون اعمال پہ انتہائی شدت اختیار کرنے والے صالح عالم دین ہیں، لیکن فکری بے راہ روی کا خطرہ وخدشہ ان سے کبھی بھی محسوس نہیں کیا گیا، خود ان کی طرف سے ان کا مؤلفہ رسالہ ''حیات بعد الممات'' جب ہمیں موصول ہوا تو اس کے مطالعہ سے ذہنی طور پر ایک دھچکا سا لگا، اور شدید حیرت ہوئی انہیں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، حضرت مولانا قاضی حمید اللہ صاحبؒ (سابق ایم، این، اے) اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ جیسے اصحاب فکر وعمل علماء سے شرف تلمذ حاصل ہے، لیکن ان جلیل القدر اساتذہ کا فکری اثر قبول کرنے کی بجائے وہ مماتیت سے متاثر ہوگئے، اور اس کے وکیل وترجمان بن گئے، ہمارے لیے یہ ایک افسوسناک انکشاف تھا۔

وہ ایک تحقیقی ذوق رکھنے والے عالم دین ہیں، لیکن اس مسئلہ میں وہ اپنے اس ذوق سے کیسے بغاوت کر گئے۔ ہمارے لئے نا قابل فہم ہے؟ ان کے اس رسالہ کے اندر وہی فضول بھرتی موجود ہے جو پورے مماتی لٹریچر کے اندر پائی گئی ہے اور پائی جاتی ہے۔ نہ نفس مسئلہ کا فہم ہے، نہ حقیقت اختلاف سے واقفیت ہے اور نہ دعوٰی و دلیل کے درمیان مطابقت، صرف تضادات کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس سے ان کا مافی الضمیر جاننا اور ان کے ذہنی مقصود تک رسائی حاصل کرنا محال ہے۔ وہ حیات فی القبور کو مانتے ہیں، لیکن ان تمام دلائل سے منحرف ہیں جن کے ذریعہ اس نظریہ کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ وہ بعد از وفات حیات کے دنیوی یا برزخی ہونے کا اختلاف رکھتے ہیں، لیکن اس اختلاف پر ان کا دامن دلائل سے خالی ہے۔ وہ اپنے اکابر واساتذہ کا مؤقف وعقیدہ تسلیم بھی کرتے ہیں لیکن اپنی خود ساختہ تعبیر و توجیہہ کے ساتھ، وہ جن اسلاف کو اپنے اکابر بزرگ قبول کرتے ہیں انہیں بریلوی مزاج دیوبندی بھی قرار دے جاتے ہیں، ان کے تضادات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ شدید ذہنی اضطراب میں مبتلا ہیں، معروف اصطلاحات کا مزعومہ مفہوم، منصوص دلائل سے میل نہیں کھارہا۔ اور منصوص دلائل کے متواتر ومتوارث مفہوم کو ان کا ذہن قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔ وہ عجیب سے ذہنی دوراہے پر کھڑے ہیں، اکابر کی شخصیات چھوڑنے پر دل تیار نہیں، اور ان کی تعبیرات وتشریحات قبول کرنے پر ذہن آمادہ نہیں، ان کا یہی اضطراب پورے رسالہ میں نمایاں ہے، ہمارے خیال میں ان کے لیے اس اضطراب سے نکلنے کا واحد راستہ اکابر واساتذہ پر فکری اعتماد ہے۔ اگر وہ ایسا کر سکیں تو یہی ان کے لیے اور ان کے متعلقین کے لئے بہتر ہوگا، ہم فی الوقت ان کے اس اضطراب کی وجہ سے ان کے بارہ میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں کہ وہ حیاتی ہیں یا مماتی؟ البتہ عزیزم حافظ مولوی ممتاز الحسن خان احسن سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رسالہ کا جواب لکھا ہے۔ جس کے بیشتر حصہ کا ہم نے مطالعہ کیا ہے۔ بعض مقامات پر الفاظ کی سختی اور لہجہ کی کسی حد تک شدت پائی گئی ہے، لیکن ہمارے خیال میں جس کے بزرگوں کو ''بریلوی مزاج دیوبندی'' قرار دیکر ان کا تمسخر اڑایا گیا ہو اُسے جواب میں اتنی تلخی کا حق تو ہونا چاہیے۔ اس رسالہ کے جواب میں خوستی صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں؟ ہماری رائے اسی پر موقوف ہوگی، امید ہے وہ سنجیدگی وحقیقت شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے کوئی رائے قائم کریں گے۔ خدا تعالیٰ عزیزم کی اس مخلصانہ محنت کو قبول فرما کر اسے عمومی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی...... امیر: پاکستان شریعت کونسل، پنجاب

حرف آغاز

اک مماتی اور بے نقاب ہو گیا

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم، اما بعد

برادران اہل السنۃ والجماعۃ!

حیات الانبیاء فی القبور کا عقیدہ اپنے جملہ لوازمات سمیت امت مسلمہ کے اجماعی ومتواتر عقائد میں شامل وداخل رہا ہے، جس کی وضاحت وصراحت اہل سنت و جماعت کے حدیثی وتفسیری اور فقہی وکلامی تمام لٹریچر میں بکثرت موجود ہے۔ اور کرامیہ وغیرہ فرقوں کے جواب میں خاص اس موضوع پر بھی اسلاف امت نے متعدد کتب ورسائل تالیف وشائع فرمائے ہیں۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی تحقیق وتعلیم کے مطابق بزرگان دیوبند نے یہ عقیدہ حیات النبیؐ اسلافِ امت اور اکابرین اہل سنت ہی سے وراثت میں پایا ہے۔ اور اس عقیدہ پر ان کی طرف سے ان گنت تحریرات منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ان علمی وتحقیقی اور فکری ومسلکی کتب ورسائل کے ذریعہ جہاں اہل سنت و جماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ کی حفاظت اور اشاعہ اور مسلک علمائے دیوبند کی ترجمانی ووکالت کا فریضہ سرانجام دیا گیا اور دیا جا رہا ہے وہاں ان کے ذریعہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ ان کی اشاعت سے بے شمار تقیہ باز مماتی بے نقاب ہو چکے ہیں۔ اور ان کا حقیقی فکری چہرہ قوم کے سامنے آشکارا ہو چکا ہے۔

کھسکی ہے ایک چادر تقیہ اور آج!

اسی سلسلہ کی ایک کڑی حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب زید مجدھم (خلیفہ مجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ ومہتمم مدرسہ عربیہ، سراجیہ، سعدیہ، لورالائی بلوچستان) کا مؤلفہ ایک رسالہ ''مماتی فتنہ علمائے دیوبند کی نظر'' میں بھی ہے۔ جس میں قرآن حکیم، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے عقیدہ حیات النبیؐ ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس پر ممتاز اکابرین دیوبند کی عبارات وتقاریظ بطور تصدیق وتائید پیش کی گئی ہیں۔ اور اس کے ساتھ منکرین حیات کو قبول

حق کی مخلصانہ و ہمدردانہ دعوت دی گئی ہے۔۱۲، صفحات پر مشتمل اس مختصر رسالہ میں کوئی نئی چیز نہ تھی، وہی اجماعی عقیدہ اور وہی متواتر دلائل تھے، جو اکابرین دیوبند کی کتب میں مذکور ہیں۔لیکن اس مختصر رسالہ نے بھی یہ معرکہ سر کرلیا اور ایک تقیہ باز مماتی کا چہرہ بے نقاب ہوگیا، یعنی

کھسکی ہے ایک چادر تقیہ اور آج   اور اک مماتی اور بے نقاب ہوگیا

ہمارے جد مکرم، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اقدس اللہ سرہ اپنے تلخ تجربات ومشاہدات کے حوالہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی نوے سالہ زندگی میں مماتیوں سے بڑا تقیہ باز اور کوئی نہیں دیکھا، ان کی تقیہ بازی کے سامنے تو رافضیت بھی شرم سے زمین میں گڑ جاتی ہے۔مولانا سخی داد خوستی صاحب کی چادر تقیہ کھسکی تو انہوں نے فوراً ''حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے نام سے مولانا محبّ اللہ صاحب مدظلہ کے خلاف جوابی کاروائی کرڈالی۔ان کے کتابچہ کا مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنے اس دعویٰ کی حقیقت سے ہی قطعی طور پر ناواقف و بے خبر ہیں، جسے ثابت کرنے کے لیے میدان میں اترے ہیں۔نہ وہ نفس مسئلہ کی ماہیت سے آگاہ ہیں، اور نہ حقیقتِ اختلاف سے آشنا۔البتہ بعض مماتی کتب سے چند من پسند حوالہ جات اور حسبِ استعداد تعبیرات سرقہ کرکے حسب روایت اپنی تالیفات میں ایک کتابچہ کا اضافہ کرنے میں ضرور کامیاب ہوگئے ہیں۔ہم حضرت والد محترم مولانا عبدالحق خان بشیر زید مجدہم کے حکم کی تعمیل میں خوستی صاحب کا تعاقب ومحاسبہ کررہے ہیں۔ورنہ درحقیقت یہ رسالہ قابلِ جواب نہیں ہے۔ہم نے اپنے اس مضمون کو چھ فصلوں میں تقسیم کیا ہے، اور خوستی صاحب کی بے وزن تحریر کا چوطرفی معاصرہ ومحاسبہ کرنے کی کوشش کی ہے۔تاکہ اتمام حجت ہوسکے۔لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم حیات النبیؐ سے متعلق اپنے عقیدہ اور دعویٰ کی وضاحت کردیں تاکہ خوستی صاحب کے بے حقیقت دلائل کا مطالعہ کرنے سے قبل علماء دیوبند اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ حیات النبیؐ اور اس کے لوازمات سامنے آجائیں، اور نفس مسئلہ اور اس سے متعلق اختلافات کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو۔

(عقیدہ حیات النبیؐ)

علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اپنی اپنی زمینی قبروں میں (جہاں جہاں بھی وہ مدفون ہیں) زندہ ہیں۔اوران کی ارواح مبارکہ کا ان

کے اجسام مقدسہ کے ساتھ باقاعدہ ودائمی تعلق قائم ہے۔امام الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ کے اندر مسجد نبوی کے پہلو اورام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ یعنی روضہ اقدس میں بہ تعلق روح حیات ہیں۔

(لوازمات حیات)

انبیاء کرام علیہم السلام کی جسم وروح کے تعلق سے ثابت شدہ حیات فی القبور کے بارہ میں احادیث صحیحہ،صریحہ سے درج ذیل لوازمات حیات ثابت ہیں۔

(۱) **الانبیاء احیاء فی قبور یصلون**، نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں،نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۲) **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا** ءاجسامِ انبیاء کومٹی نہیں کھاتی،وہ ہمیشہ تروتازہ رہتے ہیں۔

(۳)**ونبی اللہ حی یرزق**،انبیاء کرام کوقبروں میں رزق دیا جاتا ہے۔

(۴)**من صلی علیّ عندقبری سمعتہ**۔وہ قبروں کے نزدیک پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں۔

(۵)**من صلی علیّ نائیا اُبلغتہ** ،دور سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام انہیں قبروں میں پہنچایا جاتا ہے۔

(۶)**ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام** ۔دور سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام وصول کرنے اورقبروں میں پہنچانے کی ڈیوٹی پر من جانب اللہ فرشتے مامور ہیں۔

منقولہ عقیدہ کومذکورہ لوازمات سمیت تسلیم کرنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔اسی کانام عقیدہ حیات النبیؐ ہے۔اوراسی پر یقین واعتقاد رکھنے والا اہل السنّت والجماعت،حنفی،دیوبندی ہے۔ خدا تعالیٰ جملہ اہل ایمان کواسی عقیدہ پرقائم رکھے،اسی پر موت عطافرمائے،اوراسی پر قیامت کے دن اٹھائے۔آمین یارب العالمین بجاہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

حافظ ممتاز الحسن خان احسن خدامی

(مدرس:جامعہ محمدیہ،لنک روڈ،چوبرجی چوک،لاہور)

(فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان......و......جامعہ مدنیہ جدید لاہور)

فصل اول......

خوستی صاحب کا دعوٰی......اور......اسکی حقیقت

قارئین کرام!

ہم خوستی تحقیق کی نقاب کشائی ان کے دعوٰی سے کرنا چاہتے ہیں۔تا کہ قارئین کرام اندازہ کر سکیں کہ غبارہ کی طرح باہر سے پھولا ہوا خوستی دعوٰی اندر سے کتنا خالی اور بے وزن ہے۔ہوا خارج ہو جانے سے اسکی حیثیت ربڑ کے ایک چیتھڑے سے زیادہ کچھ نہیں رہتی، خوستی صاحب کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

ا......موت کے بعد حیات النبی ﷺ کے متعلق علماء دیوبند کے دو گروہ ہیں، ایک گروہ حیات برزخی، روحانی، مثالی کا معتقد ہے۔جبکہ دوسرا گروہ حیات جسمانی ،عنصری، دینوی کا قائل ہے، ان گروہوں کے درمیان تقریباً پچاس سال سے شدید اختلاف چلا آرہا ہے۔شروع شروع میں ایک دوسرے کے خلاف تقریریں ہوتی تھیں، پھر اخباری بیانات ومضامین آنے لگے، پھر مناظروں کا سلسلہ شروع ہوا، پھر دونوں طرف سے اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں، پھر فتوی بازی شروع ہوئی ،فریق ثانی نے فریق اول پر ضال، مضل اور معتزلہ کا فتوی لگایا، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قرار دیا، انکی تقریروں کو سننا نا جائز کہا، ان کو مماتی اور پنچھری کے القاب سے نوازا اور اپنے آپ کو حیاتی لقب سے متعارف کرایا۔اسی طرح کے مدارس میں پڑھنا زہر قاتل بتایا۔ان کے طلباء کے لئے اپنے مدارس میں داخلہ ممنوع کیا۔مگر یہ سارا شور وغل صوبہ پنجاب تک محدود تھا، صوبہ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں اس کا تھوڑا سا اثر تھا، مگر بلوچستان میں اسکا نام ونشان نہ تھا بلکہ بلوچستان کے علماء کو اس اختلاف کی خبر تک نہ تھی، وہ نہ مماتی جانتے تھے نہ حیاتی، نہ اس مسئلہ کی حقیقت سے واقف تھے، یہاں کے سارے علماء دیوبندی ہیں اور سب دیوبندی متحدہ و متفق ہیں اور بہت پیار و محبت کی فضاء تھی۔

(حیات بعد الممات صفحہ ۶)

۲......پھر انہوں (یعنی مولانا محبّ اللہ صاحب) نے اپنے مدعا ثابت کرنے کے لئے پہلے

عنوان میں گیارہ علماء کرام کی عبارات نقل کیئے ہیں جن میں اکثر عبارت یہ ہے، رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، جبکہ معتزلہ کے علاوہ باقی سارے اہل السنّت والجماعت کے علماء کا اتفاق ہے، کسی ایک فرد کا بھی اسمیں اختلاف نہیں اور جو اختلاف ہے وہ تو حیات کی کیفیت میں ہے، مگر کتابچہ کے مؤلف (مولانا محبّ اللہ صاحب) نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں کہ مسئلہ کیا ہے؟ اختلاف کس چیز میں ہے؟ میں نے کیا ثابت کرنا ہے؟ ثابت کرنے کے لئے دلائل کیا ہونے چاہیے؟ ان کو کسی چیز کا پتہ نہیں لیکن پھر بھی تصنیف فرمارہے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۷)

۳......اس عنوان کے آخر میں مؤلف (مولانا محبّ اللہ صاحب) نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا قول ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ میرا اور میرے اکابر کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے، مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے، یہی عقیدہ محققین علماء دیوبند کا ہے جن کو متعصبین اور معاندین مماتی یا پتھری کہتے ہیں، لیکن حق حق ہے، اس کو جتنا دبائیں گے اتنا ہی وہ اُبھرتا ہے، اسکی ایک دلیل یہ ہے کہ جو شخص جن لوگوں کی تردید کر رہا ہو وہ کبھی ان کی تائید میں دلیل پیش کرتا ہے، مؤلف (مولانا محبّ اللہ) نے بھی یہی کیا ہے کہ وہ محققین کی تردید کے پیچھے پڑے ہوے ہیں، مگر انہوں نے جو دلیل پیش کی ہے اس سے انکی تائید ہوگئی، کیونکہ محققین علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات حیات برزخی ہے، جو حیات دنیوی سے قوی تر ہے۔ (ایضاً صفحہ ۸،۹)

۴......تو ان حضرات (مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ اور مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ) کے مذکورہ ارشاد سے بھی موصوف (مولانا محبّ اللہ) کا مدعا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ مطلق حیات میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف تو حیات کی کیفیت میں ہے، جو ان حضرات نے نہیں لکھی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد جب حیات مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے حیات برزخی مراد ہے، کیونکہ حیات دینوی تو موت پر ختم ہوگئی، اب موت کے بعد برزخی حیات شروع ہوگئی۔ اسی طرح مولانا صوفی سرور صاحب کی تقریظ سے بھی موصوف (محبّ اللہ) کا مرام حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ صوفی صاحب نے لکھا ہے حضرات انبیاء علیہم اسلام کے دینوی ابدان کے ساتھ اتنا روح کا تعلق ہے کہ وہ درود شریف سنتے ہیں اس سے بھی وہی برزخی حیات ثابت ہوتی ہے، کیونکہ دینوی حیات میں روح کا بدن کے ساتھ

صرف تعلق نہیں ہوتا بلکہ روح بدن کے اندر ہوتی ہے جس سے انسان صرف سنتا نہیں بلکہ ہر اندام اپنا اپنا کام کرتا ہے یعنی دیکھنا، بولنا، کھانا، پینا، پکڑنا، چلنا، سوجانا وغیرہ سارے کام انجام دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام مکلّف ہوتا ہے۔ (ایضاً صفحہ۱۲)

۵......وفات ہونے کے بعد اور قیامت سے پہلے اس درمیانی زمانہ (عالم برزخ) میں انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کی کیفیت حیات میں اہل السنّت والجمات کے علماء کے درمیان اختلاف ہے، بعض برزخی یعنی حیات روحانی باجسام مثالیہ کے معتقد ہیں، اور بعض دنیاوی یعنی حیات دینویہ باجسام عنصریہ فی قبور عرضیہ کے قائل ہیں۔

(پہلے طبقہ کا عقیدہ)

علماء دیوبند کے اکثر اکابرین اس مسئلہ میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام کی موت واقع ہوئی ہے یعنی اُن کی ارواح مبارکہ ان کے اجساد مطہرہ سے جدا ہوئی ہے اور جدا ہونے کے بعد علیین چلی گئی ہے، وہاں قیامت تک خوش وخرم اور عیش وعشرت کے ساتھ رہے گی، پھر قیام قیامت (نفخہ ثانیہ) کے وقت انکی ارواح مبارکہ ان کے اجسام مطہرہ میں داخل ہو جائے گی اور وہ اس وقت حقیقی ابدی زندگی سے زندہ ہو کر اپنی قبروں سے باہر تشریف لائیں گے اور موت سے لے کر نفخہ ثانیہ تک حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہرہ صحیح وسالم اور محفوظ ومعطر رہیں گے، کیونکہ زمین پر انبیاء کے اجساد کو نقصان پہچانا حرام ہے۔ مگران اجساد میں ارواح نہیں ہوں گی، کیونکہ اُن کی ارواح تو اعلیٰ علیین میں ہو گی۔ بے شک حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام موت کے بعد اور قیامت سے پہلے برزخی زندگی سے زندہ ہونگے، مگر برزخی زندگی دنیوی یا اخروی حیات کی طرح حقیقی حیات نہیں ہے، بلکہ وہ روحانی مثالی حیات ہے، حقیقی حیات صرف دو ہیں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی، دنیا وآخرت کے درمیان والی حیات، برزخی، روحانی، مثالی ہے، حقیقی نہیں۔

(دوسرے طبقہ کا عقیدہ)

بریلوی اور بعض بریلوی مزاج دیوبندی علماء کا مؤقف یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسم عنصری کے ساتھ بدخول روح زندہ ہیں اور یہ حیات، دنیاوی حیات کی طرح حقیقی جسمانی ہے اور اس حیات کی وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام انکی قبروں پر حاضری دینے والوں کا

سلام وکلام سنتے ہیں اور وہ اُنکا جواب دیتے ہیں نیز وہ اپنی قبروں میں نماز وتلاوت، حج اور امت کے لئے دعائے مغفرت وغیرہ میں مصروف ہیں۔(ایضاً صفحہ۱۳)

۶......چند عبارات نقل کرنے کے بعد ان تمام عبارات کا مقصد یہ ہے کہ موت وحیات ایک دوسرے کی ضد ہے، اگر حیات موجود ہے تو موت نہیں اور اگر موت آگئی تو حیات نہیں ہوگی، یہ قطعاً نہیں ہوسکتا کہ انسان پر موت بھی واقع ہوئی ہو اور وہ زندہ بھی ہو، کیونکہ ضدین محال ہے اور حیات و ممات کا دارومدار روح پر ہے۔ اگر روح انسان کے بدن میں موجود ہے تو انسان زندہ ہے اور اگر روح بدن میں نہیں تو انسان مردہ ہے۔(ایضاً صفحہ۱۷)

۷......علامہ اصفہانی نے موت وحیات کے متعلق جو تحقیق کی ہے اسکو اگر غور سے پڑھی اور سمجھی جائے تو حضرات انبیاء علیہم السلام وشہداء کرام کے متعلق حیات وممات کا مسئلہ اچھے طریقہ سے حل ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کے حضرات انبیاء علیہم السلام وشہداء کرام اس اعتبار سے کہ ان کے اجساد مبارکہ سے ارواح طیبہ جدا ہو چکی ہے، تو یقیناً مردے ہیں۔ اور اس اعتبار سے کہ اُنکی ارواح جنت کے باغات میں خوش وخرم ہے، تو زندہ ہیں۔ اب جھگڑا ختم ہو گیا، کیونکہ جن آیتوں میں ان کو مردے کہا ہے وہ بھی درست ہے، اس لئے کہ ان اجساد مبارکہ سے انکی ارواح طیبہ جدا ہو چکی ہے۔ اور جن آیتوں میں انکو مردے کہنے کی ممانعت آئی ہے، وہ بھی صحیح ہے، کیونکہ ان کی ارواح جنت میں مسرور ومفروح ہوتی ہیں اور انتہائی مسرت کو بھی حیات کہا جاتا ہے۔(ایضاً صفحہ۱۸)

☆......☆......☆......☆

خوستی صاحب کے دلائل پر...... چند معروضات

خوستی صاحب کے کتابچہ سے ان کے دعوی پر مبنی چند عبارات واقتباسات پیش خدمت کر دیے گئے ہیں، یقیناً ان سے برآمد ہونے والے نتائج بھی قارئین کرام نے اخذ کر لئے ہوں گے اور یہی خوستی صاحب کی تحقیق کا کُل سرمایہ ہے، مذکورہ سات اقتباسات کے اندر اُنکے کھلے تضادات اوران کی نا قابل فہم موشگافیاں پوری طرح واضح وآشکارا ہیں۔ قارئین کے شعور وادراک میں بھلا وہ کیا آئیں گی، ہمیں سوفی صد یقین ہے کہ خود خوستی صاحب کا اپنا فہم بھی اس تک رسائی حاصل نہ کر پائے گا اور ایسی ہی متضاد و نا قابل فہم موشگافیوں کے سبب ہمارے جد مکرم حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ نے مولانا محمد حسین نیلوی مرحوم کو مجذوب کا لقب عطا فرمایا تھا۔ اسی علت کی بنا پر ہم خوستی صاحب کو بھی اس خطاب کا مصداق جانتے ہیں، بہر حال اب ان ''موشگافیوں'' پر بندہ کی ''معروضات'' بھی ملاحظہ فرمالیجئے، امید ہے کہ خوستی صاحب بھی حق کی تلاش کے جذبے سے ان کا ذمہ دارانہ مطالعہ فرمائیں گے۔

تبصرہ نمبر (۱)

دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی!

خوستی صاحب نے حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب کو طعن دیا ہے کہ انہوں نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور پھر بھی تصنیف فرما رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خوستی صاحب کی اپنی تحریر کا ایک ایک جملہ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ خوستی صاحب خود اس مسئلہ میں فریقین کے اختلاف کی ابجد سے ناواقف ہیں اور پھر بھی لکھے چلے جا رہے ہیں۔

تبصرہ نمبر (۲)

برزخ............کیا............ہے؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام برزخ میں زندہ ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ برزخ کیا ہے؟ جس طرح علیین اور سجین کے عالم برزخ ہونے پر ائمہ اہل سنت کا اتفاق ہے، اسی طرح زمینی قبر کے عالم برزخ میں داخل ہونے پر بھی محققین اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں، اگر خوستی صاحب کو اس سے اختلاف ہے تو وہ وضاحت کریں۔

تبصرہ نمبر (٣)

حیات برزخی..........کا..........قائل کون؟

خوستی صاحب انبیاء کرامؑ کی حیات برزخی کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس وضاحت کی ضرورت ابھی باقی ہے کہ ان کے نزدیک حیات برزخی کا قائل کون ہے؟ وہ فریق جو علیین میں حیات تسلیم کرتا ہے، لیکن اجسام مقدسہ سے ارواح مطہرہ کے تعلق کا انکار کرتا ہے؟..... یا وہ فریق جو علیین میں بھی حیات مانتا ہے اور اجسام سے ارواح کے تعلق کو بھی تسلیم کرتا ہے؟

تبصرہ نمبر (٤)

کونسا فریق..........حق پر ہے؟

خوستی صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک انبیاء کرامؑ کی قبور مطہرہ بھی جنت ہیں، اب ایک فریق صرف ارواح انبیاؑ کو جنت میں مانتا ہے ان کے اجسام مقدسہ کو جنت کی نعمتوں سے محروم قرار دیتا ہے، جبکہ دوسرا فریق ارواح انبیاؑ کو بھی جنت میں مانتا ہے اور اجسام انبیاؑ کو بھی، ان میں سے حق پر کون ہے؟

تبصرہ نمبر (٥)

قوی تر حیات..........کا..........مطلب کیا ہے؟

خوستی صاحب دیگر مماتیوں کی طرح انبیاؑ کرام کی برزخی حیات کو دنیوی حیات سے قوی تر قرار دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ دنیوی حیات تو اجساد انبیاءؑ کو حاصل تھی، اگر برزخی حیات میں اجساد انبیاءؑ کے اندر حیات ہی نہیں ہے تو قوی تر کیسے ہے؟ یہ قوی تر حیات اجساد انبیاءؑ کو حاصل ہے یا صرف ارواح انبیاؑ کو؟

تبصرہ نمبر (٦)

نائم زندہ ہے..........یا..........مردہ؟

قرآن پاک میں ہے **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا** الخ (پ٢٤، الزمر، ٤٢) یعنی بحالت نیند روح نکال لی جاتی ہے، اگر نائم کے لئے موت کا فیصلہ ہو چکا ہو تو روح روک لی جاتی ہے، ورنہ واپس لوٹا دی جاتی ہے۔ اب خوستی صاحب فرمائیں کہ..... نائم کی روح نکلتی ہے یا نہیں؟ اگر نکلتی ہے تو اسکا جسم سے تعلق ہوتا ہے یا نہیں؟ اور نائم کو زندہ کہنا چاہئے یا مردہ؟

تبصرہ نمبر (۷)

معتزلہ کا..........عقیدہ..........کیا ہے؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ معتزلہ کے سوا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا منکر کوئی نہیں۔ اگر وہ اس مقام پر معتزلہ کے عقیدہ کی وضاحت بھی فرما دیتے تو ان کا احسان ہوتا، لیکن وہ بھی دیگر مماتیوں کی طرح گھپلا کرتے ہیں۔ انکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ اہل سنت کی طرح معتزلہ بھی روح کی موت کے قائل نہیں، لیکن جسم کے ساتھ تعلقِ روح سے انکاری ہیں اور ان کے اسی عقیدہ کا رد محققین اہل سنت نے کیا ہے۔

تبصرہ نمبر (۸)

کیا مماتی..........معتزلی نہیں؟

خوستی صاحب نے بڑے معصومانہ انداز میں شکوہ کیا ہے کہ مماتیوں کو معتزلی کیوں کہا جاتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ جب مماتیوں کا عقیدہ اہل سنت کے خلاف اور معتزلہ کے موافق ہے تو انہیں معتزلی کیوں نہ کہا جائے؟ وہ دونوں جسم کے ساتھ روح کا تعلق نہیں مانتے، اور دونوں ثواب وعذاب قبر کو تسلیم نہیں کرتے، ان کے نزدیک عذاب وثواب صرف روح کے لئے ہے جسم کے لئے نہیں۔

تبصرہ نمبر (۹)

مماتیوں..........کو پتھری کا خطاب..........کیوں دیا گیا؟

خوستی صاحب کو یہ بھی شکوہ ہے کہ مماتیوں کو پتھری کیوں کہا جاتا ہے؟ شاید انہیں معلوم نہیں کہ یہ خطاب ان کو اس وقت دیا گیا جب ان کے بعض منہ پھٹ خطیبوں اور واعظوں نے اپنی تقریروں کے اندر اپنا یہ عقیدہ بیان کرنا شروع کیا کہ انبیاً کرام اپنی قبروں میں اسی طرح پڑے ہیں جیسے بے جان پتھر (العیاذ باللہ تعالی) خوستی صاحب بتائیں اس عقیدہ کے بعد انہیں کیا خطاب دیا جائے؟

تبصرہ نمبر (۱۰)

اجتماع ضدین..........کیسے..........ممکن ہوا؟

خوستی صاحب موت وحیات کو ایک دوسرے کی ضد قرار دیتے ہیں، گویا ان کے نزدیک موت وحیات کا تعلق جسم خاکی کے ساتھ ہے، اس کے اندر روح موجود ہو تو حیات ہے، ورنہ موت ہے، دونوں جمع نہیں ہوسکتیں، کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اس تعریف کے بعد خوستی صاحب کا فلسفہ

ملاحظہ فرمائیے کہ وہ موت کی نسبت جسم خاکی کی طرف کرتے اور حیات کے لئے جسد مثالی تراشتے ہیں، کیا وہ وضاحت فرمائیں گے کہ اگر وہ جسم خاکی میں حیات نہیں مانتے تو اپنے عقیدہ کو حیات کا نام کیوں دیتے ہیں؟ اور اگر جسم خاکی میں حیات مانتے ہیں تو موت کے بعد اجتماع ضدین کیونکر ممکن ہوا؟

تبصرہ نمبر (۱۱)

کیفیت حیات..............کا..............اختلاف کیا ہے؟

خوستی صاحب کا کہنا ہے کہ اختلاف حیات میں نہیں، کیفیت حیات میں ہے، لیکن اس اختلاف کی نوعیت کیا ہے اس پر انہوں نے تبصرہ نہیں کیا؟ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ایک فریق حیاتِ انبیاءؑ کو بایں کیفیت مانتا ہے کہ وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں، علیین کا زمینی قبروں کے ساتھ کنکشن قائم ہے۔ اور روحوں کا جسموں سے تعلق موجود ہے، جبکہ دوسرا فریق حیات انبیاءؑ کو بایں کیفیت مانتا ہے کہ ان کی روحیں زندہ ہیں، جسم بے جان ہیں، روحوں کا ان کے جسموں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ عالم برزخ میں جسم مثالی کے ساتھ صرف روحانی حیات رکھتے ہیں۔ خوستی صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ کیفیت حیات کے اس اختلاف کو سامنے رکھ کر وہ بزرگان دیوبند کی تحریرات کا مطالعہ کریں، ان پر پوری حقیقت واضح ہو جائے گی کہ کونسا انسان فریق ان کی تعلیم و تحقیق سے وابستہ ہے اور کون سا فریق ان سے کٹ چکا ہے؟

تبصرہ نمبر (۱۲)

اختلاف ''کیفیت حیات'' کا..............دلائل ''اسم حیات'' کے

مسئلہ حیات النبی ﷺ اپنے اندر دو نمایاں پہلو رکھتا ہے ایک ''اسم حیات'' کا اور دوسرا ''کیفیت حیات'' کا۔ لیکن پیشہ ور مماتی دونوں پہلوؤں کو گڈمڈ کر کے اصل موضوع سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی طریقہ خوستی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اسم حیات کے حوالہ سے موت کے بعد کی زندگی کو مختلف نام دیئے گئے ہیں، کوئی اسے برزخی حیات کہتا ہے، کوئی برزخی جسمانی کہتا ہے، کوئی برزخی عنصری کہتا ہے، کوئی برزخی دنیوی کہتا ہے، اور کوئی برزخی اخروی کہتا ہے۔ ان میں سے کوئی نام بھی پوری وضاحت کے بغیر کیفیت حیات کے کسی مفہوم کی نشاندہی نہیں کرتا، لہٰذا محض کسی اسم حیات کی بنیاد پر کوئی کیفیت حیات از خود متعین کر لینا سراسر جہالت یا خالص تعصب ہے۔ کیفیت

حیات کے حوالہ سے برزخی زندگی کی دو صورتیں ہیں، جسم و روح کا تعلق ماننا یا اس تعلق کا انکار کرنا، اہل السنّت والجماعت کے کسی بھی محقق کے عقیدہ حیات النبی ﷺ سے متعلق مسئلہ کے دونوں پہلوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، ان کی کسی عبارت سے اسم حیات کا ایک جملہ اُچک کر اس سے اپنی مزعومہ کیفیت حیات کا نتیجہ اخذ کر لینا اور اس پر لفظی حاشیہ آرائی کر کے کتابیں اور رسالے لکھ مارنا مماتیت کا پیشہ وارانہ طریقہ واردات تو ہوسکتا ہے، لیکن اسے تحقیق کا نام دینا انصاف و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ اس اصولی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کُتب اسلاف کا مطالعہ کیا جائے تو محققین اہل سنت اور محدثین دیوبند کے مابین کیفیت حیات کا اختلاف کسی مقام پر نہیں ملے گا، یعنی کوئی بھی جسم اور روح کے تعلق سے انکاری نہیں اور نہ عندالقبر ان کے سماع سے انکار کرتا ہے۔ خوستی صاحب جب اختلاف صرف کیفیت حیات میں تسلیم کرتے ہیں تو انہیں دلائل بھی اسی سے متعلق دینے چاہئیں، اسم سے حیات سے دھوکہ دینا کہ فلاں بزرگ نے برزخی حیات لکھی ہے، لہٰذا وہ جسم و روح کے تعلق کا قائل نہ ہوگا، فلاں بزرگ نے دنیوی حیات لکھی ہے لہٰذا وہ دنیا کی مکلّف زندگی مانتا ہے، فلاں بزرگ نے جسمانی حیات لکھی ہے لہٰذا وہ دخول روح کا قائل ہے، سراسر عامیانہ طرز استدلال ہے۔ اگر خوستی صاحب میدان میں آ ہی گئے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پھر وہ پوری اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں اور مماتیوں کا پچاس سالہ قرض اُتار پھینکیں اور کسی محقق دیوبندی کا صرف یہ حوالہ ثابت کر دیں کہ وہ روضہ اقدس کے اندر آپ کے جسم اطہر سے تعلق روح اور عندالقبر آپکے سماع کا منکر ہو۔ **ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین**

تبصرہ نمبر (۱۳)

حیات فی القبور............دنیوی حقیقی............یا دنیوی برزخی؟

خوستی صاحب کی یہ موشگافی بھی علم و فہم سے ماوراء ہے کہ انبیاء کرامؑ کی بعداز وفات قبور کے اندر دنیوی یا جسمانی حیات ماننے والے برزخی حیات کے منکر ہیں۔ قبل از وفات قبر سے باہر کی شعور و ادراک میں آنے والی زندگی اور بعداز وفات قبر کے اندر کی شعور و ادراک سے ماوراء زندگی میں فرق نہ کرنا نادانی ہے۔ قبر سے باہر کی زندگی حقیقی و تکلیفی اور قبر کے اندر کی زندگی برزخی و غیر تکلیفی ہے۔ کیا خوستی صاحب کسی ذمہ دار دیوبند محقق کا حوالہ دے سکیں گے جو بعداز وفات انبیأء کرام کو قبروں سے باہر عالم دنیا میں زندہ ماننے کا عقیدہ رکھتا ہو؟ اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکیں تو بتائیں کہ ''حیات فی القبور'' کے الفاظ

برزخی زندگی پر دلالت نہیں کرتے؟ کیا قبر کی زندگی عالم دنیا سے تعلق رکھتی ہے؟ کیا کوئی عقلمند انسان حیات فی القبور کو عالم دنیا قرار دے سکتا ہے؟

تبصرہ نمبر (۱۴)

کیا علماء دیو بند..........حیات برزخی کے..........منکر ہیں؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک گروہ برزخی، روحانی اور مثالی حیات کا قائل ہے، اور دوسرا جسمانی، عنصری اور دنیوی حیات کا عقیدہ رکھتا ہے۔ اس مقام پر خوستی صاحب نے فریق ثانی کا عقیدہ نقل کرنے میں صریح بدیانتی کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے اس کے عقیدہ سے ''برزخی'' کا لفظ قصداً حذف کر کے یہ دھوکہ دینے کی مذموم کوشش کی ہے کہ فریق اول برزخی حیات کا قائل ہے اور فریق ثانی اس کے مقابل دنیوی حقیقی حیات کا عقیدہ رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ علماء دیو بند (فریق ثانی) حیات الانبیاءؑ کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

> وہ حیات برزخی ہے، کیونکہ عالم برزخ میں پائی گئی ہے..........وہ حیات دنیوی ہے، کیونکہ دنیوی امور کی مانند ہے۔ وہ حیات جسمانی ہے، کیونکہ جسم عنصری کو حاصل ہے۔

گویا وہ اس حیات کو دنیوی برزخی اور جسمانی برزخی کا نام دیتے ہیں، جس سے حیات برزخی کی نفی کسی صورت بھی لازم نہیں آتی۔ دیگر مماتیوں کی طرح خوستی صاحب نے بھی دجل و تلبیس کا سہارا لے کر علماء دیو بند کے عقیدہ سے ''برزخی'' کا لفظ خارج کر دیا اور پھر مفروضہ کو اختلاف کی بُنیاد بنا کر اپنی خانہ ساز تحقیق کا ہوائی قلعہ تعمیر فرما ڈالا۔

تبصرہ نمبر (۱۵)

قبر سے..........کونسی..........قبر مراد ہے؟

خوستی صاحب دیگر مماتیوں کی طرح انبیاءؑ کرام کی حیات فی القبور تو تسلیم کر گئے، لیکن قبر کے بارے میں حقیقی و مجازی کے چکر میں الجھ گئے۔ ہمارا ان سے سوال یہ ہے کہ وہ صرف اس بات کی وضاحت کر دیں کہ مماتی گروہ انبیا کرامؑ کو علیین کے اندر ان کی مجازی قبروں میں زندہ مانتا ہے اور علماء دیو بند کو انکی حقیقی زمینی قبروں میں بہ تعلق روح زندہ مانتے ہیں، ان میں سے حق پر کون سا گروہ ہے؟

تبصرہ نمبر (۱۶)

روضہ رسول پر............حاضری...........کس عقیدہ کے ساتھ ہو؟

خوستی صاحب وضاحت فرمائیں کہ اگر مجازی قبر میں حیات کا عقیدہ رکھنے والا گروہ برحق ہے اور حقیقی قبر میں حیات کا عقیدہ غلط ہے تو حج و عمرہ پر جانے والے مسلمان جب روضۂ اقدس پر حاضری دیں تو وہاں صلوٰۃ و سلام پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ اگر پڑھیں تو آپ کے سماع کا عقیدہ رکھ کر پڑھیں یا عدم سماع کا؟ اگر سماع کا عقیدہ رکھ کے پڑھیں تو یہ عقیدہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

تبصرہ نمبر (۱۷)

کیا مماتی.....................دیو بندی ہیں؟

خوستی صاحب حیاتی اور مماتی دونوں گروہوں کو دیو بندی قرار دیتے ہیں، جبکہ بزرگان دیو بند کا ''متفقہ فیصلہ'' یہ ہے:

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دورِ حاضر کے اکابر دیو بند کا مسلک......اور......اُن کا متفقہ اعلان

''حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیو بند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں اُن کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شریعت کے مکلّف نہیں ہیں۔ لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیو بند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر ''آب حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، اُن کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ اُن کا اکابر دیو بند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول

الحق وھو یھدی السبیل۔

(۱) مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ......مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی نمبر ۵

(۲) مولانا عبدالحق عفی عنہ......مہتمم: دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

(۳) مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ......سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاول پور

(۴) مولانا ظفر احمد عثانی عفا اللہ عنہ......شیخ الحدیث: دارالعلوم اسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار، سندھ

(۵) مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ......صدر: وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

(٦) مولانا محمد ادریس کان اللہ لہ......شیخ الحدیث: جامعہ اشرفیہ لاہور

(۷) مولانا مفتی محمد حسن......مہتمم: جامعہ اشرفیہ، لاہور

(۸) مولانا رسول خان......جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور

(۹) مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ......مہتمم: دارالعلوم کراچی نمبر ۱

(۱۰) مولانا احمد علی عفی عنہ......امیر: نظام العلماء، وامیر: خدام الدین، لاہور

(تلك عشرة كاملة)

[ماہنامہ پیام مشرق، لاہور، ج:۳، ش:۴، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ۔ ستمبر ۱۹۶۰ء]

(تسکین الصدور، ص ۳۷)

خوستی صاحب اگر ان اساطین علم وفہم کا فیصلہ ملاحظہ فرما سکیں تو ان کے لئے اس بارہ میں رائے قائم کرنا آسان ہوگا کہ مماتی گروہ دیوبندی ہے یا بدعتی؟ اسلاف دیوبند کے اسی فیصلہ کی تائید حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم نے کی تو خوستی صاحب نے اپنے استاد کے فیصلے کو بھی مسترد کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تبصرہ نمبر (۱۸)

پچاس سال قبل......علماء دیوبند کا......عقیدہ کیا تھا؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کا اختلاف تقریباً پچاس سالہ ہے۔ ان کا یہ فرمان مبنی بر حقیقت ہے، اب سوال یہ ہے کہ پچاس سال قبل کیفیت حیات کے بارہ میں بزرگان دیوبند کا کیا عقیدہ تھا؟ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا یا عدم تعلق کا؟ عندالقبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کا یا عدم سماع کا؟ اگر وہ تعصب کی عینک اُتار کر کُتب اسلاف کا مطالعہ کریں گے تو اُنکا حقیقت تک پہنچنا آسان ہوگا، مگر اسم حیات کے حوالہ سے نہیں کیفیت حیات کے حوالہ سے۔

تبصرہ نمبر (۱۹)

حیات النبی ﷺ کا............ پہلا............ منکر کون؟

خوستی صاحب جب اختلافات کی عمر تقریباً پچاس سال تسلیم کرتے ہیں تو اختلافات کی بنیاد رکھنے والوں کو تلاش کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمارے جد مکرم فخر المحد ثین امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ

> ''تقریباً ۱۳۷۴ھ (۱۹۵۴ء) تک اہل السنّت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے تعلق رکھنے والا قائل نہ تھا کہ انبیاء کرامؑ کی روح مبارک کا اُن کے اجسام مطہرہ سے تعلق واتصال نہیں، اور وہ عند القبر صلوٰۃ السلام کا سماع نہیں فرماتے، اس اجماع کے سب سے پہلے منکر سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں۔''
> (تسکین الصدور صفحہ ۲۹۳)

گویا اس اختلاف کے بانی سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں، اگر خوستی صاحب کو حضرت جد مکرمؒ کے اس دعویٰ سے اختلاف ہو تو وہ اس کو رد کر سکتے ہیں، مگر اسم حیات کے حوالہ سے نہیں کیفیت حیات کے حوالہ سے اور ٹھوس دلیل کے ساتھ۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

تبصرہ نمبر (۲۰)

کیا یہ علماء............ بریلوی مزاج............ دیوبندی ہیں؟

خوستی صاحب کا دعویٰ ہے کہ جو علماء جسم وروح کا تعلق مانتے ہیں اور عند القبر سماع صلوۃ و سلام کے قائل ہیں، وہ ''بریلوی مزاج'' دیوبندی ہیں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ جب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے فتنہ مماتیت کو پبلک کے اندر رائج کیا تو ان کے تعاقب میں نکلنے والی پہلی ٹیم شیخ التفسیر امام احمد علی لاہوریؒ، مولانا غلام غوثؒ ہزاروی، مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، مولانا محمد لقمانؒ علی پوری، مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ جیسے اکابر علماء پر مشتمل تھی۔ اور پھر جب ہمارے جد مکرم حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ نے ''تسکین الصدور'' تالیف فرمائی تو اس پر مولانا فخر الدین احمدؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) مولانا مفتی سید مہدی حسنؒ (مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند) مولانا قاری محمد طیبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، مولانا خیر محمد

جالندھریؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ، حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالخالق مظفر گڑھیؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا سید گل بادشاہؒ، مولانا دوست محمد قریشیؒ اور قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمودؒ جیسے اکابرین دیوبند نے تقاریظ لکھیں، خوستی صاحب وضاحت فرمائیں کیا یہ تمام اکابر علماء، مشائخ اور شیوخ بریلوی مزاج دیوبندی تھے؟

تبصرہ نمبر (۲۱)

کیا عقیدہ...........علاقائی...........ہوتا ہے؟

خوستی صاحب کا کہنا ہے کہ عقیدہ حیات النبیؐ صرف پنجاب یا کسی حد تک خیبر پختون خواہ اور سندھ کا مسئلہ ہے، بلوچستان کا مسئلہ نہیں، ان کی یہ بات تعجب خیز ہے کہ ایک طرف وہ اسے ''عقیدہ'' قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان کا دعویٰ ہے کہ یہ بلوچستان کا مسئلہ نہیں، ہمارا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا عقیدہ علاقائی ہوتا ہے؟ اگر یہ عقیدہ ہے تو بلوچستان اس سے مستثنیٰ کیوں ہے؟ اور اگر یہ عقیدہ نہیں تو آپ کو ۶۲ صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ انکار حیات النبیؐ کا فتنہ واقعی خیبر پختون خواہ اور پنجاب کی پیداوار ہے۔ لیکن ممکن ہے اس کے تعفن کی بدبودار ہوائیں بلوچستان میں بھی چل نکلی ہوں، جنہیں محسوس کر کے مولانا محبّ اللہ صاحب زید مجدھم نے اس کے خلاف لکھنے کی ضرورت محسوس کی ہو۔

تبصرہ نمبر (۲۲)

جمعیۃ علماء اسلام...........کا...........تاریخ ساز فیصلہ

خوستی صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ فتنہ انکار حیات النبیؐ کے خلاف جہاں ملک بھر کے دیگر علماء کرام اور دیوبندی جماعتوں نے کام کیا، وہاں جمعیۃ علماء اسلام بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں رہی۔ اور جمعیۃ کی مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ہمارے جد مکرم نے ''تسکین الصدور'' تالیف فرمائی۔ اور خوستی صاحب کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جمعیۃ کے اس فیصلہ میں بلوچستان کی مکمل نمائندگی بھی موجود تھی۔

تبصرہ نمبر (۲۳)

کیا بلوچستان کے...........علماء...........جاہل ہیں؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ بلوچستان کے علماء نہ حیاتی جانتے ہیں نہ مماتی، اور نہ وہ مسئلہ

حیات النبیؐ کی حقیقت سے واقف ہیں۔ گویا خوستی صاحب یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں صرف وہی ایک عالم و محقق ہیں، باقی علماء تو ایسے جاہل ہیں جو ایک عقیدہ کی حقیقت سے بھی ناواقف ہیں۔ اس سے خوستی صاحب کی خود پسندی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

تبصرہ نمبر (۲۴)

کیا عقیدہ............چھپانا............جائز ہے؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ عقیدہ حیات النبیؐ کا اظہار کر کے مولانا محبّ اللہ صاحب نے سویا ہوا فتنہ جگا دیا ہے۔ وہ تو خوستی صاحب کی بیداری سے ہی ہمیں پتہ چل گیا کہ فتنہ جاگ اٹھا ہے۔ لیکن وہ اتنی وضاحت تو فرمادیں کہ کیا فتنہ کی بیداری کے خوف سے عقیدہ چھپانا جائز ہے؟ اور پھر وہ یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ وہ فتنہ کسے قرار دے رہے ہیں، عقیدہ حیات النبیؐ کو یا اس کے اظہار کو؟ وہ جس عقیدہ کو اپنی تحقیق و دیانت کے مطابق درست اور صحیح سمجھتے رہے آخر اس کے اظہار سے کونسا خوف مانع رہا؟ یہ تقیہ نہیں تو کیا ہے؟

تبصرہ نمبر (۲۵)

مماتیوں کے پیچھے............نماز............کیوں مکروہ ہے؟

خوستی صاحب کو یہ بھی شکوہ ہے کہ مماتیوں کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کا فتویٰ کیوں دیا جاتا ہے؟ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۷۶ھ (۱۹۵۶ء) میں دیا تھا، ملاحظہ فرمائیے!

استفتاء نمبر ۱۹۹۸ یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک علیین میں ہے آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا آپ کی قبر پر درود وسلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے لیکن آپ سُنتے نہیں کیا ایسا عقیدہ صحیح ہے کہ نہیں؟ اور غلط ہونے کی صورت میں بدعت سیۂ ہے یا نہیں؟ اور ایسے عقیدہ والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں آپ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے ہیں اور

جواب دیتے ہیں ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں آپ اپنے مزار میں حیات ہیں مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہٖ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے، وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے خراب عقیدے والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے حدیث میں آتا ہے **اِنَّ اللہ حَرَّمَ عَلی الاَرض اَن تاکلَ اجسادَ الانبیاءِ** الحدیث **وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّی علیّ عندقبری سمعتہٗ ومن صلّی علیّ من بعید اعلمتہٗ رواہ ابوالشیخ وسندہ جید القول البد یع صفحہ ۱۱۶ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء (صلوات اللہ تعالیٰ علیھم) احیاء فی قبورھم یصلون رواہ ابن عدیؒ والبیھقیؒ وغیر ھما** (شفاء السقام صفحہ ۱۳۴) دوتین حدیثیں نقل کر دی ہیں اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج اہل السنۃ والجماعۃ ہے۔

غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہٖ موجود ہیں اور حیات ہیں۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیو بند

مہر دار العلوم دیو بند

الجواب صحیح جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور ۲۱ شوال ۱۳۷۶ھ

اجاب المجیب واجاد محمد ضیاء الحق کان اللہ لہٗ، مدرسہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔

الجواب صواب محمد رسول عفا اللہ عنہٗ

راقم اثیم سے بھی اس فتوی پر جواب طلب کیا گیا تو راقم نے بھی اس پر الجواب صحیح لکھا غور فرمائیں کہ دار العلوم دیو بند کے جناب صدر مفتی صاحب مرحوم ومغفور اور حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی اور استاد الکل حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج اور بدعتی قرار دیا ہے اور تصریح فرمائی ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے فتاوی سے چند حوالے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نمبرا......سوال بدعتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ الجواب:۔ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔فقط (کذافی الدرالمختار باب الامامۃ) فتاوٰی رشیدیہ ج ۳ صفحہ ۱۱۸ طبع جید برقی پریس دہلی۔

نمبر۲......سوال بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ الجواب مکروہ تحریمہ ہوتی ہے (ج ۳ صفحہ ۱۱۳)

(تسکین الصدور صفحہ ۴۹)

حضرت مفتی سید مہدی حسنؒ، ہندوپاک کے اکثر علماء دیوبند کے استاد ہیں، اور خوستی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے پیر طریقت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کو بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہونے پر فخر تھا۔ گویا استاد، شاگرد کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کا فتویٰ دے رہا ہے، البتہ خوستی صاحب کو اختیار حاصل ہے کہ استاد کا فتویٰ مان لیں یا شاگرد کا وہ نظریہ جس کے خلاف فتویٰ دیا گیا۔

تبصرہ نمبر (۲۶)

بریلوی مزاج.........دیوبندیوں سے.........اتحاد و محبت کیوں؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ بلوچستان کے (حیاتی، مماتی) تمام علماء دیوبندی ہیں، سب متحد و متفق ہیں، اور ان کے درمیان بہت پیار و محبت کی فضا ہے۔ حیرت ہے کہ خوستی صاحب ایک طرف حیاتی علماء کو بریلوی مزاج قرار دیتے ہیں، اور دوسری طرف ان سے پیار و اتحاد کی پینگیں بھی بڑھا رہے ہیں۔ کیا وہ وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ بریلوی مزاج دیوبندیوں سے پیار و محبت کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور ان کے ساتھ اتفاق و اتحاد کی مجبوری کیا ہے؟ یہ کہیں تقیہ کے زیر اثر تو نہیں؟

تبصرہ نمبر (۲۷)

کن آیات میں.........انبیاء کرام کو.........مردے کہا گیا ہے؟

خوستی صاحب کا کہنا ہے کہ جن آیات میں انبیاء کرام کو مردے کہا گیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اجساد مبارکہ سے ارواح طیبہ جدا ہو چکی ہیں۔ خوستی صاحب کا ہم پر بہت احسان ہوگا اگر وہ ان آیات کریمات کی نشاندہی فرمادیں جن میں انبیاء کرام کو مردہ کہا گیا ہے۔ اور خبر موت کی آیات پیش کر کے روایتی دھوکہ دہی سے کام نہ لیں، بلکہ ایسی آیات سامنے لائیں جن میں ان کو بعد از وفات قبروں میں مردہ قرار دیا گیا ہو۔ کیونکہ وقوعِ موت باعث نزاع ہی نہیں۔ اختلاف اعادۂ روح میں ہے۔

تبصرہ نمبر (۲۸)

دخولِ روح کا..........قائل..........کون ہے؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ قائلین حیات الانبیاء بعد از وفات ''دخولِ روح'' کے قائل ہیں۔کیا خوستی صاحب اسلاف دیوبند میں سے کسی محقق بزرگ کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں جو دخول روح کا قائل ہو؟ غالباًان کو''اعادۂ روح'' کے الفاظ سے دھوکہ ہوا ہے۔اور انہوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ روح کا علیین سے کنکشن ختم ہو جاتا ہے۔جیسا کہ عالم دنیا میں ہوتا ہے۔لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اس کا قائل کوئی بھی نہیں ہے۔

تبصرہ نمبر (۲۹)

تکلف کے نام پر..........تلذذ سے..........انکار کیوں؟

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ قبر کے اندر انبیاء کرام کی دنیوی وجسمانی حیات ماننے سے احکامات شرعیہ کی اطاعت اور ان کا مکلّف ہونا لازم آتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ دعویٰ صرف وہی کر سکتا ہے جو عبادات کے تکلف کے پہلو سے تو واقف ہو لیکن تلذذ کا پہلو اس کے پیش نظر نہ ہو۔ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ انبیاء کرام کی قبور کے اندر عبادات اسی طرح تلذذ کی ہیں جس طرح جنت میں جنتی عبادات کریں گے۔جمعہ بھی پڑھیں گے اور نمازیں بھی ادا کریں گے۔

تبصرہ نمبر (۳۰)

اگر یہ تسلیم ہے..........تو..........اختلاف کیا ہے؟

حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب زید مجدھم نے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ نقل کیا جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میرا اور میرے اکابر کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں۔ یہ حیات برزخی ہے،مگر حیات دنیوی سے بھی قوی تر ہے۔ جو حضرات اس مسئلہ کے منکر ہیں ان کو اہل حق نہیں سمجھتا،اور نہ وہ علماء دیوبند کے مسلک پر ہیں۔

خوستی صاحب مماتیت کا روایتی طریقۂ واردات اختیار کرتے ہوئے مذکورہ عبارت کا آخری حصہ ''نسوار'' سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں، اور ابتدائی حصہ سے بھی ''برزخی'' کا لفظ اُچک کر جذباتی تبصرہ

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی ان محققین علماء دیو بند کا عقیدہ ہے جن کو متعصبین اور معاندین، پتھری مماتی کہتے ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا یہ حوالہ حیاتیوں کی دلیل ہے یا مماتیوں کی؟ مولانا محبّ اللہ صاحب کی دلیل ہے یا خوستی صاحب کی؟ ہمارے خیال میں ہر مماتی کی طرح خوستی صاحب کی ذہنی حالت بھی انتہائی قابل رحم ہے۔ وہ ایک طرف قبر کی جسمانی حیات کو بریلوی مزاج دیو بندیوں عقیدہ قرار دیتے ہیں، اور دوسری طرف روضہ اقدس کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی حیات کو عقیدہ رکھنے والوں کو محققین علماء دیو بند بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ خوستی صاحب کو اس حوالہ سے حیاتی سمجھا جائے؟ یا مماتی؟ یا تقیہ باز؟

لیکن ان سے ایک بات کی وضاحت ہم ضرور چاہیں گے کہ انہوں نے موت وحیات کے درمیان جو فرق بیان کیا ہے، اور جسم کے اندر روح کی موجودگی کو حیات قرار دیا ہے، اس کی روشنی میں تو مولانا لدھیانوی شہیدؒ کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر کے اندر روح موجود ہے، اور خوستی صاحب اس روح کی موجودگی کا اعتراف بھی کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے آپ کی روضۂ اقدس کی جسمانی زندگی کو دنیا کی جسمانی زندگی سے قوی تر بھی مانتے ہیں۔ کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ روضۂ اقدس کے اندر آپ کے جسم اطہر سے روح کا تعلق عالم دنیا کے تعلق سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے؟ کیا اس کے بعد خوستی تحقیق کی تمام فکری کاوشیں ریت کی دیوار ثابت نہیں ہو جاتیں؟

مولانا محبّ اللہ صاحب نے حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب زید مجدھم کی یہ تقریظ بھی نقل کی ہے کہ

> ''انبیاء علیہم السلام کے دنیوی ابدان کے ساتھ روح کا اتنا زیادہ تعلق ہے کہ وہ درود شریف سنتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں، جو دور سے پڑھے وہ ان کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، یہی علماء دیو بند کا مسلک ہے، اس کے خلاف گمراہی ہے، اور مماتیوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور میں مولانا محبّ اللہ صاحب کی تحریر کی تائید کرتا ہوں۔''

خوستی صاحب نے یہ حوالہ نقل کرنے میں بھی ہاتھ کی پوری صفائی دکھائی ہے۔ اور صرف

ابتدائی جملہ اُچک کر اپنی تحقیق کا ہوائی قلعہ تعمیر کر ڈالا ہے۔ہم نے خوستی صاحب جتنی ڈھٹائی بہت کم مماتیوں میں پائی ہے، باقی مماتی صحیح عقیدہ کا انکار کرنے میں ڈھیٹ ہیں، مگر خوستی صاحب صحیح عقیدہ کو بگاڑنے کی ڈھٹائی میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ان پر مماتیت کا ایسا بھوت سوار ہے کہ انہیں ہوش ہی نہیں، وہ کیا لکھ آئے ہیں اور کیا لکھ رہے ہیں، وہ قبر کی جسمانی حیات کو ''بریلوی مزاج دیوبندیت'' قرار دیتے ہیں اور قبر کے اندر جسمانی حیات کو تسلیم بھی کرتے ہیں، وہ ٹھنڈے دل سے اپنے فکر و فلسفہ پر نظر ثانی کریں،اور کم از کم اِسے اپنے لیے تو قابل فہم بنالیں،انہیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اگر ان کے محققین جسم کے ساتھ روح کا تعلق اور عندالقبر سماع صلوٰۃ وسلام تسلیم کرلیں تو سارا اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے۔شیخ التفسیر امام احمد علی لاہوریؒ اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی جو کاوشیں بار آور نہ ہوسکیں، اگر خوستی صاحب اس بارہ میں کوئی کامیاب کوشش کر ڈالیں تو امت پر ان کا بڑا احسان ہوگا۔ہمارا کوئی طویل وعریض مطالبہ نہیں، خوستی صاحب اگر مولانا لدھیانوی شہیدؒ کی مذکورہ عبارت (جسے وہ محقق علماء دیوبند کا عقیدہ تسلیم کرتے ہیں) اور مولانا صوفی محمد سرور صاحب زید مجدہم کی منقولہ تحریر پر اپنے محقق علماء کے دستخط لے سکیں تو بہتر، ورنہ اسی تحریر پر ان کے دستخط لے لیں جو حضرت حکیم الاسلامؒ نے ۱۹۶۲ء میں فریقین کے درمیان مصالحت کے لیے تیار کی تھی، جو درج ذیل ہے۔

> ''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے۔اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

یہ بات بھی خوستی صاحب کے علم میں ہونی چاہیے کہ اس تحریر پر حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ صاحب نے دستخط کر دیئے تھے۔اور مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ سمیت اکثر علماء نے اس کی تائید وتصدیق بھی کر دی تھی۔لیکن خوستی صاحب کے پیر طریقت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔اور تادم آخر اسے تسلیم نہیں کیا۔گویا

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

......فصل دوم......

خوستی صاحب کے دلائل......پہ ایک طائرانہ نظر

خوستی صاحب کے فکر و فلسفہ کا نشیب و فراز اور ان کی ذہنی کیفیت کا اتار چڑھاؤ اوراق گزشتہ میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ہم ان کے بودے دلائل کا بھی سرسری جائزہ لینا چاہیں گے۔ کیونکہ ان کی بیشتر تحریرات سے ایسا لگتا ہے کہ وہ خود کو لاجواب اور ناقابل تسخیر جانتے ہیں۔ اللہ کرے فتنہ مماتیت کے بے کار دلائل کی بے وقعتی ان کے سامنے الم نشرح ہو جائے۔

دلیل نمبر (۱)

کیا مماتی دلائل.........قرآن وحدیث کے.........مطابق ہیں؟

خوستی صاحب اپنی طرح شاید فتنہ مماتیت کو بھی لاجواب سمجھنے لگے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مماتیوں کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ غالباً یہی دعویٰ ان کی بنیادی دلیل ہے۔ کیونکہ اس وجہ سے وہ ہر ناقص و کمزور دلیل کے سامنے سر جھکاتے چلے گئے ہیں۔ تمام بزرگان دیوبند کے بالمقابل وہ اپنا فیصلہ صادر فرما رہے ہیں، وہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی تحقیق ملاحظہ فرمالیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

> ”برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہل السنّت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی اپنی پاک قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے، اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، علماء دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے۔ اور اس بارہ میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث ہی رہا ہے۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ستمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۱)

ایک طرف حضرت حکیم الاسلام کی تحقیق ہے کہ حیاتیوں کا عقیدہ قرآن سنت سے ثابت شدہ اور جمہور علماء کا اجماعی عقیدہ ہے، اور دوسری طرف خوستی صاحب کا دعویٰ ہے کہ مماتیوں کا عقیدہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ فیصلہ قارئین کرام خود کر لیں۔

دلیل نمبر (۲)

اقسام حیات............کی............غیر ضروری بحث

ایک بالکل سیدھا سادا سوال تھا کہ انبیاء کرام کو ان کی قبور مبارکہ میں حیات حاصل ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی کیفیت کیا ہے؟ لیکن خوستی صاحب نے دیگر مماتیوں کی طرح اس سادہ سے سوال کو اُلجھانے کے لیے بھول بھلیوں کی تعمیر شروع کر دی، تا کہ مسئلہ بھی گول ہو جائے اور علمی دھاک بھی بیٹھ جائے کہ ان کو کئی اقسام حیات کا پتہ ہے، انہوں نے مفردات راغب کے حوالہ سے حیات کی چھ قسمیں بیان کر ڈالیں، درختوں کی حیات، حیوانات کی حیات، لذت راحت کے معنی میں حیات، آخرت کی ابدی حیات، ذات الٰہیہ کی حیات۔ خوستی صاحب انصاف ودیانت سے بتائیں کہ ان اقسام حیات کا نبیؐ کی زندگی سے کیا تعلق؟ یہ طرز استدلال تو ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص پوچھے خوستی صاحب کی آواز کیسی ہے؟ اور دوسرا کہے آواز کی کئی اقسام ہیں، ایک ہے کتے کی آواز، ایک ہے گدھے کی آواز، ایک ہے مینڈک کی آواز، ایک ہے ڈھول کی آواز، غرضیکہ وہ آوازوں کی ایک طویل فہرست گنوادے، کیا خوستی صاحب اس شخص کے طرز استدلال کو درست قرار دیں گے؟ ہم خوستی صاحب سے دست بستہ درخواست کرتے ہیں کہ خدارا حیات الانبیاء جیسے مقدس موضوع کی عظمت کا ادراک واحساس کیجئے، اسے بازیچۂ اطفال نہ بنایئے۔ اور حیات کی صرف اسی قسم کو زیر بحث رہنے دیجئے جو اجساد انبیاء سے متعلق ہے۔

دلیل نمبر (۳)

وفات انبیاء............کا............منکر کون ہے؟

منکرین حیات کا یہ طریقہ واردات ہے کہ جب وہ انبیاء کرام کی حیات فی القبور کے نا قابل تردید دلائل کے سامنے عاجز آ جاتے ہیں تو اس حیات کو موت کے منافی قرار دے کر یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ قائلین حیات تو وفات انبیاء کے منکر ہیں۔ اور یہی طرز خوستی صاحب نے اختیار

کیا ہے اور اپنے کتابچہ کے تقریباً ۱۱ صفحات صرف یہ ثابت کرنے پر سیاہ کردیئے ہیں کہ وفات انبیاء برحق ہے۔ان سے کوئی پوچھے: محترم! اس سے انکار کس نے کیا ہے؟ بحث انبیاء کرام کی برزخی حیات سے متعلق ہے، اور معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ قبر اور برزخ کی حیات، موت اور وفات کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔

دلیل نمبر (۴)

ارواح مبارکہ..........اعلیٰ علیین ....میں ہیں۔

خوستی صاحب نے چند حوالہ جات اس پر بھی پیش کئے ہیں کہ ارواح انبیاء کرام کا مسکن اعلیٰ علین ہے، جو آسمانوں پر ہے۔ظاہر بات ہے یہ موضوع بھی متنازعہ نہیں ہے۔ کیونکہ جمہور اہل سنت اور جملہ بزرگان دیوبند کا یہی عقیدہ ہے۔اختلاف اس میں ہے کہ ان ارواح کا اجساد انبیاء سے تعلق ہے یا نہیں؟ لیکن اس پر انہوں نے بحث ضروری خیال نہیں کی۔اپنی اس دلیل کو انہوں نے پہلی عقلی دلیل کا نام دیا ہے۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن وسنت کے نقلی دلائل سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور عقل کا ذخیرہ بھی ان کے پاس اتنا ہی ہے جو روح جسم کے تعلق تک ذہنی رسائی سے محروم ہے۔خوستی صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ وہ دینی واعتقادی مسائل میں اپنے علم وفہم کی بجائے اکابر کی تعلیم وتحقیق پر اعتماد کریں تو ان کے لیے بہتر ہوگا۔وہ مولانا لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ کی تحریرات کی روشنی میں تعلق روح تسلیم کر چکے ہیں، اسی پر قائم رہ کر اس بحث کا دروازہ بند کریں۔ نیز مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ دیوبندی فرماتے ہیں کہ

> ”قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے، اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے۔عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے“
>
> (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ صفحہ ۴۲۶)
>
> ”جسم سے روح کو تعلق رہتا ہے۔“ (ایضاً صفحہ ۴۶۲)

دلیل نمبر (۵)

نفخہ ثانیہ کے بعد..........روحیں..........جسموں میں لوٹیں گی

خوستی صاحب فرماتے ہیں کہ قبروں کے اندر موجود اجسام کی طرف روحیں نفخہ ثانیہ کے بعد

لوٹیں گی۔ یہ موضوع بھی بالکل غیر متنازعہ ہے کیونکہ تعلق روح اور دخول روح میں فرق ہے۔قبروں میں تعلق روح ہے۔ قیامت کو دخول روح ہوگا۔اور اس میں کوئی تضاد نہیں۔جیسا کہ حضرت شیخ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ......حتی یرجعه الله فی جسده ای یرده الیه کاملاً فی بدنه (مرقات جلد۴ صفحہ ۳۱) اللہ تعالیٰ کامل طور پر اس کی روح اس کے بدن میں قیامت کے دن لوٹائیں گے.........اور یہی بات حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے لکھی ہے کہ یعنی بجمیع جسده یوم یبعثه وهو یوم القیامه، (تحریرات حدیث صفحہ ۲۰۹) یعنی پورے جسم کے ساتھ روح کا تعلق اس دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا، اور وہ قیامت کا دن ہے۔اکابرین اہل سنت کی انہی تحقیقات کے آئینہ میں حضرت جد مکرمؒ فرماتے ہیں کہ

> ''مومنوں کی ارواح کا مستقر جنت ہو یا علیین یا ساتواں آسمان، مگر ان کی ارواح کا فی الجملہ تعلق اور اتصال قبروں میں اجساد کے ساتھ ہوتا ہے، جسکی پوری کیفیت پروردگار ہی جانتا ہے۔اور اسی تعلق کی وجہ سے لذت اور کلفت کا احساس و ادراک ان کو ہوتا ہے، اور اسی ادراک و شعور کے ساتھ وہ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیتے ہیں، اور اسی اتصال کے سبب عند القبر سلام کہنے والے کا سلام سنتے (اور جواب دیتے) ہیں۔ہاں ان ارواح کا اجسام کی طرف مکمل طور پر لوٹایا جانا اور بکمالہ اعادہ قیامت کے دن ہی ہوگا۔اور مؤطا امام مالک کی روایت (حتی یرجعه الله الیٰ جسده یوم یبعثه) میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔'' (تسکین الصدور صفحہ ۱۹۵)

خوستی صاحب اس حوالہ کو بار بار ملاحظہ فرمائیں، شاید انہیں مماتیت کے ساتھ اہل حق کے اختلاف کا مرکزی نکتہ سمجھ آسکے۔اور وہ اپنے پورے طرز استدلال پر نظر ثانی فرماسکیں کہ کہیں وہ اس کے ذریعہ اصل اور بنیادی موضوع سے راہ فرار تو نہیں اختیار کر رہے؟

دلیل نمبر (۶)　تجہیز و تکفین..........کیوں کی گئی؟

دلیل نمبر (۷)　تدفین..........کیوں کی گئی؟

دلیل نمبر (۸)　سیدہ فاطمہؓ نے.....میراث کا مطالبہ..........کیوں کیا؟

دلیل نمبر (۹)　خلافت.....کیوں منعقد ہوئی؟

دلیل نمبر (۱۰)　تنازعات.....آپ کی طرف..........کیوں نہیں لوٹائے جاتے؟

خوستی صاحب نے اپنے عقلی دلائل کی پٹاری سے یہ مردہ سانپ بھی نکال ڈالے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں تو آپ کو غسل کیوں دیا گیا؟ کفن کیوں پہنایا گیا؟ جنازہ کیوں پڑھا گیا؟ تدفین کیوں کی گئی؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟ خلافت کیوں منعقد ہوئی؟ قرآنی حکم کے مطابق امت کے تنازعات آپ کے سامنے کیوں پیش نہیں کیے جاتے؟ خوستی صاحب اپنے ان دلائل کو عقلی دلائل قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ صرف اس صورت میں درست تسلیم کئے جاسکتے ہیں جب آپ کی وقوعِ موت سے انکار کیا جائے۔ اور اس سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت جد مکرمؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''ان تمام آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ایک قطعی اور حتمی امر ہے، جس کی ان آیات میں قبل از وقت خبر دی گئی......اور اسی وفات کے نتیجہ میں آپ کی تجہیز و تکفین اور دفن و قبر کا انتظام ہوا، صحابہ کرامؓ نے اپنے ہاتھوں سے لحد مبارک میں اتارا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۃ المسلمین منتخب کیا گیا۔ وہی نماز اور خطبہ پڑھاتے، اور فصل خصومات کرتے رہے.........یہ امت کے اجماع و اتفاق سے ثابت ہے، جس کا کوئی شخص منکر نہیں'' (تسکین الصدور صفحہ ۲۱۵)

دلیل نمبر (۱۱) احکامات الٰہیہ ....کے.........مکلّف کیوں نہ رہے؟

دلیل نمبر (۱۲) میثاق انبیاء.........کیوں.........پورا نہ ہوا؟

دلیل نمبر (۱۳) حضرت موسیٰ اگر زندہ ہوتے......تو......نبی آخر الزمانؐ کی پیروی کرتے۔

دلیل نمبر (۱۴) انبیاء کرام.........سے.........سوال کیسے کریں؟

دلیل نمبر (۱۵) وفات کے بعد......عبادات کی.........فرضیت ختم ہوچکی۔

خوشی صاحب کے عقلی دلائل کی پٹاری سے جو مزید سانپ برآمد ہوئے وہ بھی مردہ ہی تھے، مثلاً......(۱) ان کا کہنا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں تو دعوت و جہاد جیسے امور شرعیہ پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وقوع موت سے امور شرعیہ پر عمل کا حکم ختم ہوجاتا ہے اور حیات فی القبر تکلیفی زندگی نہیں ہے۔......(۲) ان کا کہنا ہے کہ انبیاء کرام اگر قبروں میں زندہ ہیں تو میثاق انبیاء کیوں پورا نہیں کررہے؟ کاش وہ اس میثاق کے پورا ہونے کی

صورت بھی بیان فرما دیتے۔ کیونکہ ہمارے خیال میں اس میثاق کے دو جز تھے، ایمان اور نصرت (لتؤمنن بہ ولتنصرنہ) ایمان تو تمام انبیاء کرام کا بلاشک وشبہ تھا۔اور نصرت ان کے نمائندہ کی حیثیت سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آکر کریں گے......(۳)ان کا کہنا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے پاس میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ کاش خوستی صاحب ''اتباع'' کے لفظ پر غور فرما لیتے تو انہیں سمجھ آجاتی کہ اتباع کا اطلاق صرف موت سے قبل کی زندگی پر ہوتا ہے،اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کسی نے انکار نہیں کیا..........(۴)ان کا کہنا ہے کہ فرمان خداوندی ہے: واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا (الزخرف:۴۵) آپ ان تمام پیغمبروں سے پوچھئے جو آپ سے پہلے گزر چکے۔اگر انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں تو آپ نے ان سے پوچھا کیوں نہیں؟اور خوستی صاحب خود ہی معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۳۸۷ کے حوالہ سے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اکثر مفسرین نے اس آیت کا مطلب یہ بتایا ہے کہ خود انبیاء علیہم السلام سے پوچھنا مراد نہیں بلکہ ان پر نازل ہونے والے صحیفوں سے تحقیق کرنا اور ان کی امتوں کے علماء سے پوچھنا مراد ہے۔ جب خوستی صاحب خود ہی جواب دے چکے تو ہم سے کیا طلب کیا جارہا ہے؟اور جب انبیاء کرام زندہ نہیں ہیں تو ان سے پوچھنے کا حکم کیوں دیا جارہا ہے۔..........

(۵)ان کا کہنا ہے کہ وفات کے بعد عبادات کی فرضیت ختم ہو چکی، پھر قبروں کے اندر نماز پڑھنا کیسا؟ لیکن ہم واضح کر چکے ہیں کہ فرضیت کے تحت کی جانے والی عبادات تکلف کی ہوتی ہیں،اور تکلف موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے،اس کے بعد کی عبادات تلذذ کے دائرہ میں آجاتی ہیں۔ جو جنت میں بھی ادا ہوں گی..........غرضیکہ خوستی صاحب کی ایک دلیل بھی انبیاء کرام کی حیات فی القبور کی نفی پر دلالت نہیں کرتی، لہٰذا انہیں یا تو نئے دلائل تلاش کرنے چاہئیں۔اور یا پھر اہل حق کا مذہب ومسلک قبول کر لینا چاہیے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

فصل سوم......

بزرگان دیوبند......کا......عقیدہ حیات النبیؐ

......اور

خوستی صاحب کی تلبسیات

خوستی صاحب کے دلائل کا حشر آپ ملاحظہ فرما چکے، اب ہم اس بات کا جائزہ لینا چاہیں گے کہ حیات الانبیاء فی القبور کے بارہ میں ان بزرگان دیوبند کا کیا عقیدہ ہے جن کے حوالے خوستی صاحب نے نقل کئے ہیں؟ یا جن کے ساتھ وہ عقیدت وتلمذ کا تعلق رکھتے ہیں؟

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (المتوفی ۱۲۹۷)

خوستی صاحب نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''آب حیات صفحہ ۲۰'' سے یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ:

> ''موت شہداء موجب زوال حیات اول ہے۔ اور وہ حیات جس کی تحقیق پر کلام اللہ اور احادیث صحیحہ ناطق ہیں حیاتِ ثانی ہے، چنانچہ ارواح شہداء ان کے اجسام سے جدا کر کے اجواف طیر خضر میں داخل کر دینا جو ایک قسم کا تناسخ ہے، شہادت احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہے، اور نیز لفظ عند ربہم جو کلام اللہ میں واقع ہے اس جانب مشیر ہے۔'' (حیات بعد الممات صفحہ ۴۲)

خوستی صاحب نے حضرت نانوتویؒ کو مماتی ثابت کرنے کے لیے مماتی طریقہ واردات ہی اختیار کیا ہے۔ اور صریح بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت نانوتویؒ کی عبارت کا سیاق وسباق ہی ہضم کر گئے ہیں، پورا حوالہ ملاحظہ فرمایئے جو ہمارے پاس موجود آب حیات کے صفحہ ۱۳ پر مذکور ہے۔

> ''لیکن درصورت وراثت بجز زوالِ حیات اور کوئی چیز موجب تبدل ملک نہیں۔ سو اگر موت شہداء موجب زوالِ حیات اول نہیں تو شہداء خود مالک ہوں گے۔ اس صورت میں نہ اموالِ قابل میراث رہیں گے، نہ ازواج شہداء کسی کے نکاح کے

قابل، اور اگر موتِ شہداء موجب زوالِ حیات اول ہے، اور وہ حیات جس کے تحقق پر کلام اللہ اور احادیث صحیحہ ناطق ہیں حیات ثانی ہے۔ چنانچہ ارواح شہداء کا ان اجسام سے جدا کر کے اجواف طیر خضر میں داخل کر دینا جو ایک قسم کا تناسخ ہے، یہ شہادت احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہے۔ اور نیز لفظ عند ربھم جو کلام اللہ میں واقع ہے اس جانب مشیر ہے۔ تو پھر اس شبہ کا کیا موقع ہے۔ کیونکہ قیامِ ملک حیاتِ اول کے ساتھ تھا۔ جب وہ زائل ہوگئی تو وہ ملک حیاتِ ورثہ کے ساتھ متعلق ہوگئی۔ اس لیے کہ ورثہ کی حیات ہم جنس حیات اول مورث ہے جو ملک اس کے ساتھ متعلق تھی وہ ایسی ہی حیات کے ساتھ متعلق ہوسکتی ہے جو اس کے ہم جنس ہو۔'' (آب حیات صفحہ ۱۳)

پورا حوالہ ملاحظہ کر لینے کے بعد صاف پتہ چلتا ہے کہ خوستی صاحب نے یہ حوالہ یا تو حسب عادت کہیں سے چرایا ہے اور اسی طرح نقل کر دیا ہے۔ اور یا انہوں نے اول و آخر کی دو، دو سطریں ہضم کر کے صریح بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اس کی وجہ مکمل عبارت پڑھنے کے بعد بآسانی معلوم کی جاسکتی ہے اسی عبارت کے اندر حضرت نانوتویؒ نے حیاتِ انبیاء اور حیات شہداء میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ وقوع موت کے باوجود انبیاء کرام کی حیات فی القبور کو دنیوی زندگی کی ہم جنس قرار دیتے ہیں، اور حیات شہداء کو دیگر اموات کی حیات سے قوی تر ماننے کے باوجود دنیوی زندگی کی ہم جنس تسلم نہیں کرتے۔

(۲) مولانا علامہ عبدالحی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴)

خوستی صاحب نے حضرت مولانا علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہاں بھی خیانت کی ہے، انہوں نے عبارت کا آخری حصہ تو نقل کر دیا جس میں مسکن ارواح کا تذکرہ ہے، لیکن افسوس کہ ابتدائی حصہ بددیانتی کرتے ہوئے حذف کر ڈالا ہے۔

''مقام علیین جو ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش اور سدرۃ المنتہیٰ کے درمیان ہے، مقربین یعنی انبیاء و اولیاء کی ارواح اس میں جا کر مقیم ہو جاتی ہیں، اور عام نیک بندوں کی روحیں ان کے حسب حال نامہ اعمال لکھنے کے بعد آسمان اول یا آسمان و زمین کے درمیان یا چاہ زمزم میں جگہ پاتی ہیں۔ اور ان ارواح کو قبر سے بھی کچھ نہ کچھ تعلق رہتا ہے۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحی مبوب اردو صفحہ ۸۲)

خوستی صاحب کی دیانت کی داد دیجئے کہ انہوں نے فتویٰ کی وہ عبارت نقل کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی جس میں کیفیت حیات اور تعلق روح کا بیان تھا۔ کیا وہ اس صریح بددیانتی کی وجہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے؟ کیونکہ ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف اس میں نہیں کہ ارواح کا مسکن کہاں ہے؟ بلکہ اختلاف اس میں ہے کہ ارواح کا ابدان سے تعلق ہے یا نہیں۔ اور علامہ لکھنویؒ یہ تعلق تسلیم کر رہے ہیں۔

(۳) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (المتوفی ۱۳۲۳)

خوستی صاحب نے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک حوالہ دیا ہے جس میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ انبیاء کرام کو قبور کے اندر برزخی حیات حاصل ہے، جو دنیوی حیات نہیں، کیونکہ دنیوی حیات کے احکامات جدا ہیں۔ معلوم نہیں اس میں خوستی صاحب کی دلیل کیا ہے؟ کیونکہ کوئی حیات فی القبور کے برزخی ہونے سے انکاری ہے اور نہ برزخی حیات کے احکامات کو دنیوی حیات کے احکامات قرار دیتا ہے۔ اس میں نہ تعلق روح سے انکار موجود ہے اور نہ سماع عندالقبر کی نفی مذکور ہے، خوستی صاحب نے اگر یہ حوالہ سرقہ نہیں کیا تو وہ اس سے گزشتہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمالیں جس میں حضرت گنگوہیؒ نے عندالقبر سوال کرنے کے بارہ میں تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی صورت (اموات سے براہ راست مدد مانگنے) کو شرک اور ناجائز قرار دیا ہے۔ دوسری صورت (اموات سے دعا کرانے) کو اختلافی قرار دیا کہ قائلین سماع موتی جواز اور منکرین سماع موتی عدم جواز کے قائل ہیں۔ اور تیسری صورت (اموات کے وسیلہ سے دعا کرنے) کو جائز قرار دیا۔ اس فتویٰ کے اندر دوسری صورت کے ضمن میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ

> ''انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا کہ ان کے سماع عندالقبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹)

گویا حضرت گنگوہیؒ انبیاء کرام کی حیات فی القبور بھی مانتے ہیں اور عندالقبر ان کا سماع بھی، کیا خوستی صاحب اسے بھی کوئی اہمیت دے سکیں گے؟

(۴) مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ (المتوفی ۱۳۴۷)

خوستی صاحب نے مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ لیکن کم

فہمی یا بے خیالی میں یہ نہیں جان سکے کہ وہ حوالہ ان کے اپنے خلاف جا رہا ہے۔ انہوں نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ صفحہ ۶۷۴ کے حوالہ سے یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ

"سب ہی مرنے والے ہیں، انك ميت و انهم ميتون [الایہ] جو کہ مسلم ہے، اس حیات روحانی میں درجات ہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی پھر مومنین کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء و شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ (صفحہ ۴۱)

خوستی صاحب وضاحت فرمائیں کہ آخری جملہ کا مطلب کیا ہے؟ جب بعد از مرگ سب کی حیات ثابت ہے تو پھر صرف انبیاء و شہداء کی حیات منصوص کیوں ہے؟ تفریق کے اس تصور سے اُن کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے یا ہمارا؟ اس کے لیے حضرت گنگوہیؒ و حضرت نانوتویؒ کا مندرجہ بالا حوالہ پھر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۳۶۲)

خوستی صاحب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ہم نوا ثابت کرنے کے لیے "اشرف الجواب صفحہ ۲۲۸" کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ آپ خود جسد مع تلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں.........مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے، جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔" (صفحہ ۴۱)

خوستی صاحب کی نکتہ سنجی کی داد دیجئے کہ وہ صرف عبارت کے آخری جملہ پر نظریں ٹکائے ہوئے حضرت تھانوی کو اپنا ہم مسلک ثابت کر رہے ہیں۔ انہیں احساس ہی نہیں کہ حضرت تھانویؒ جس حیات کو غیر ناسوتی و برزخی قرار دے رہے ہیں وہ جسد تلبس روح کی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ خوستی صاحب نے یا تو یہ حوالہ بھی سرقہ کیا ہے یا نقل کرنے میں بددیانتی کی ہے۔ کیونکہ اس عبارت کے متصل بعد حضرت تھانویؒ کی یہ عبارت مذکور ہے کہ:

"قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، صحابہؓ کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث بھی نص ہے ان نبی الله حیّ فی قبره یرزق۔ کہ نبی اپنی قبر شریف میں زندہ

ہیں۔اور آپ کو رزق پہنچتا ہے۔'' (اشرف الجواب صفحہ ۲۵۰)

خوستی صاحب نے اس بد دیانتی کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ وہ حدیث و نبی اللہ حی یرزق کو صحیح تسلیم نہیں کرتے ،اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حضرت تھانویؒ اس حدیث کو نص قرار دیکر اس سے استدلال فرما رہے ہیں۔

(۶) مولانا حسین علیؒ الوانی (المتوفی ۱۳۶۳)

فخر المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں دیگر مماتیوں کی طرح خوستی صاحب نے بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ مماتی تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

> حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں یہ تو وہی مرد مجاہد ہے جس نے شرک وبدعت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں توحید وسنت کا شمع جلایا۔ جس کی روشنی دور دور تک پھیلی ،اور یہ وہی شیخ ہیں جوان مشائخ کے استاد ہیں جنہوں نے اشاعۃ التوحید وسنت کی بنیاد رکھی، یعنی شیخ القران حضرت مولانا غلام اللہ راولپنڈی، شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد طاہر پنج پیری، پیر طریقت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی، اورحیات الانبیاء کا جو مسئلہ تفسیر جواہر القران میں بیان ہوا ہے وہ انہی کا فرمودہ ہے۔ کیونکہ تفسیر القرآن شیخ المشائخ رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ ہی کے افادات کا مجموعہ ہے جس کو شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے مرتب کیا ہے۔ (صفحہ ۸)

خوستی صاحب متعدد اغلاط یا بددیانتیوں کا شکار ہیں۔ ہم ان کی توجہ چند حقائق کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

(۱) امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علم وفضل کے اعتبار سے بلا شک وشبہ خطہ برصغیر کے ممتاز اکابر میں شامل ہے۔ لیکن ان کے تلامذہ میں حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ (شارح بخاریؒ)، حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ اور حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ جیسے اکابر علماء بھی شامل ہیں جو عقیدہ حیات النبیؐ کے حوالہ سے آپکی تحقیق کے مطابق ''بریلوی مزاج دیوبندی'' ہیں۔

(۲) جب حضرت امام المفسرین کے ایک شاگرد سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے انکار حیات کا فتنہ اٹھایا تھا، تو ان کے دوسرے مایہ ناز شاگرد وخلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بھرپور علمی جواب ''تسکین الصدور'' کی صورت میں دیا تھا، جس کی تائید و توثیق دارالعلوم دیوبند سمیت ہند و پاک کے تمام بزرگان دیوبند نے کی تھی۔

(۳) جمعیۃ اشاعۃ التوحید کے اندر بھی، حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ، حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، اور حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ جیسے اکابر عقیدہ حیات النبیؐ میں شاہ صاحب اور مولانا پنج پیری سے نہیں بلکہ بزرگان دیوبند سے متفق تھے۔ اور چند سال قبل جمعیۃ اشاعۃ التوحید علاقہ چھچھ کے تقریباً ۸۰ علماء کا یہی عقیدہ شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔

(۴) تفسیر جواہر القرآن، مولانا حسینؒ علی کے افادات تو کجا مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کے ملفوظات بھی نہیں ہیں۔ بلکہ مولانا سید سجاد حسین شاہ بخاری کے تخلیات و تفکرات کا نتیجہ ہیں۔

(۵) حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے اپنے عقیدہ کی وضاحت کے لئے یہ حدیث نقل فرمائی ہے......مَن صلی عندقبری سمعتُه ومَن صلی علیّ غائباً اُبلغتة (تحریرات حدیث صفحہ ۵۴۷) یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے جو شخص میری قبر پر آکر صلوٰۃ وسلام پڑھے گا میں اسے خود سنوں گا، اور جو دور سے پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا، اور پہنچانے کے بارہ میں بھی اسی صفحہ پر یہ روایت بیان فرمائی......ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (ایضاً صفحہ ۵۴۷) یعنی دور سے پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام وصول کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے فرشتوں کو زمین میں پھیلا رکھا ہے۔ ان دونوں احادیث سے ان کا عقیدہ حیات النبیؐ پوری طرح واضح ہے۔

(۶) خوستی صاحب نے مولانا محبّ اللہ صاحب مدظلہ کو یہ طعن دیا ہے کہ انہوں نے ''تحریرات حدیث'' کو نہیں دیکھا، حالانکہ ہمیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود خوستی صاحب نے نہ اس کتاب کا مشاہدہ کیا ہے اور نہ اس کا مطالعہ، ورنہ وہ اس جہالت کا ثبوت شاید نہ دیتے۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اب یہ کتاب ''جامعہ عربیہ احسن العلوم، گلشن اقبال کراچی'' نے شائع کر دی ہے، منگوا کے مطالعہ کر لیجئے۔

(۷) مولانا محبّ اللہ صاحب نے اپنے رسالہ میں ''تحریرات حدیث'' کے مذکورہ حوالہ سے

مولانا حسین علی صاحبؒ کا عقیدہ بیان کیا تو خوستی صاحب جلال کے عالم میں آ گئے اور ان پر یہ اعتراض کرڈالا کہ......ان کا دعویٰ حیات النبیؐ کا ہے، لیکن مولانا حسین علی صاحب کی عبارت میں حیات الانبیاء کا کوئی ذکر نہیں (صفحہ ۸)......خوستی صاحب کی انہی باتوں سے انتہائی تعجب ہوتا ہے۔ ایک بالکل اَن پڑھ اور معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ ''سماع'' حیات کا لازمہ ہے۔ جب تک حیات ثابت نہ ہو، سماع ثابت ہو ہی نہیں سکتا، اور جب سماع ثابت ہو جائے تو حیات ثابت کرنے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ مولانا حسین علی صاحبؒ کی پیش کردہ روایت جب سماع نبیؐ ثابت کر رہی ہے تو اس پر حیات النبیؐ کی نفی کا اعتراض کوئی احمق و جاہل ہی کر سکتا ہے، یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے کہ خوستی صاحب سنتے اور بولتے تو ہیں لیکن اس سے ان کی حیات ثابت نہیں ہوتی، یقیناً خوستی صاحب اپنی ذات کے بارہ میں اپنا یہ فلسفہ قبول نہیں کریں گے۔

(۷) مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹)

خوستی صاحب نے شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ارواح شہداء کو حواصل طیور خضر میں مانتے ہیں۔ لیکن یہ نرا خلط مبحث ہے۔ کیونکہ بحث حیات النبیؐ اور تعلق روح بالجسد کی ہے، اور اس کے بارہ میں علامہ عثمانیؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، جیسا کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے،
> وانہ یصلی فی قبرہ باذان و اقامۃ، اور وہ اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔'' (فتح الملہم جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)

خوستی صاحب حق پرستی کی عینک لگا کر اس حوالہ کو ملاحظہ فرمائیں، کیونکہ یہی بحث کا موضوع ہے اور یہی علامہ عثمانیؒ کا عقیدہ۔

(۸) مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ۔ (المتوفی ۱۳۷۲)

خوستی صاحب نے فقیہہ الہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی یہ دو حوالے نقل کر کے خوب بغلیں بجائی ہیں۔

> ''(بحوالہ کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۶۸) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیاوی نہیں برزخی ہے، اور دوسرے لوگوں سے

ممتاز ہے۔اسی طرح شہداء کی حیات برزخی حیات الانبیاء سے نیچے درجہ کی ہے۔دنیا کے اعتبار سے سب اموات میں داخل ہیں۔ انك میت و انھم میتون اس کی صریح دلیل ہے۔(اور بحوالہ ایضاً صفحہ ۴۷) آپ کی حیات کا یہ مطلب نہیں کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی،اور جیسے آپ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔یہ بات صریح البطلان ہے۔(صفحہ ۴۱)

مفتی صاحبؒ کے اس اقتباس سے تعلقِ روح کی کہاں نفی ہوتی ہے؟اس تحریر میں تو حضرت مفتی صاحب نے قبل از موت حیات اور بعد از موت حیات کا فرق بیان کیا ہے۔اور بعد از موت حیات کی کیفیت ان کی اس تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ مجلس مولود میں آتی ہے تو اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں،اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے،اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں،جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔تو پھر آپ کی روح مبارکہ کا مجلس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کرکے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے؟ اگر مفارقت کرکے مانا جائے تو آپ کا قبر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ کہ موجب تعظیم۔''(کفایت المفتی جلد ا صفحہ ۱۶۰)

بخدا خوستی صاحب نظر انصاف سے اس حوالہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مفتی صاحبؒ وفات انبیاء کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں،ان کی حیات فی القبور کو برزخی بھی مانتے ہیں۔ان کے اجساد مبارکہ سے ارواح کا تعلق بھی تسلیم کرتے ہیں۔اسی کو اہل السنّت والجماعت کا مذہب قرار دیتے ہیں۔اور اس سے انکار کو توہین نبوت پر محمول کرتے ہیں۔علاوہ ازیں المہند علی المفند پر بھی ان کی تصدیق موجود ہے گویا خوستی صاحب کے نزدیک وہ بریلوی مزاج دیوبندی ہیں۔

(۹) مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (المتوفی ۱۳۷۷)

خوستی صاحب نے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مماتی کھاتہ میں ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔مولانا محبّ اللہ صاحب نے حضرت مدنیؒ کا درج ذیل

حوالہ نقل کیا تھا کہ:

> ''وہابیہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسم بعد وفات ظاہری کے منکر ہیں، اور علماء دیوبند صرف اس کے قائل ہی نہیں مثبت بھی ہیں۔اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل بھی شائع کر چکے ہیں۔'' (نقش حیات جلد ا صفحہ ۱۲۰)

خوستی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ اس عبارت کا پہلا حصہ ''نقش حیات'' میں موجود نہیں۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ سراسر باطل و بے بنیاد ہے۔ یہ عبارت ''نقشِ حیات'' میں بعینہ موجود ہے۔خوستی صاحب کو اس عبارت میں اعتراض یہ نظر آیا ہے کہ.....ظاہری وفات کا کیا معنی ہے؟ وفات کے دو اقسام بنانا ایک ظاہری دوسری باطنی یہ تقسیم کس نے کی ہے؟ (صفحہ ۸)..........حیرت ہے خوستی صاحب کے علم وفہم پر کہ عبارت میں وفات باطنی کا کوئی تذکرہ موجود نہیں، لیکن وہ اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔لیکن ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جس طرح حیات ظاہری اور حیات باطنی کی دو اقسام ہیں، اور بل احیاء ولکن لا تشعرون کا قرآنی جملہ اس کی واضح دلیل ہے، یعنی ایک شعور میں آنے والی حیات اور دوسری شعور میں نہ آنے والی حیات، اسی طرح وفات کی بھی دو قسمیں ہیں، وفات ظاہری جو دنیوی زندگی ختم ہونے پر واقع ہوتی ہے، اور وفات باطنی جو نفخہ اولیٰ سے اصحاب برزخ پر واقع ہوگی۔اسی لیے مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ فرماتے ہیں کہ.....احکامِ امواتِ ظاہریہ انبیاء وشہداء سب پر جاری ہوتے ہیں (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۵ صفحہ ۳۹۷)......امید ہے خوستی صاحب کی آنکھیں کھل گئی ہوں گی۔

(۱۰) مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۹۴)

خوستی صاحب نے فخر المحدثین حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ بھی دیا ہے کہ.....جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کی موت دنیوی سے انکار کرے وہ گمراہ ہے (امداد الاحکام جلد ا صفحہ ۳۴۱)......ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ خوستی صاحب اس سے حیات فی القبور کی نفی کیسے کر رہے ہیں؟ جبکہ علامہ عثمانیؒ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ.....جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل محبت رسولؐ سے فارغ اور اس کی عقل

بصیرت سے محروم ہے (اعلاء السنن جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۹)......خوستی صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ علامہ عثمانیؒ کے نزدیک وفات انبیاء کا منکر گمراہ اور حیات انبیاء فی القبور کا منکر محبت رسول اور عقل وبصیرت سے محروم ہے۔اب کون وفات کا انکار کر کے گمراہ اور کون حیات فی القبور کا انکار کر کے محبت وبصیرت سے محروم ہے؟اس کا فیصلہ خوستی صاحب کر لیں۔

(۱۱)مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ (المتوفی ۱۳۹۶)

خوستی صاحب نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجمل سا حوالہ نقل کر کے انہیں بھی اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن ان کی عبارت کا وہ حصہ نقل کرنے میں نہایت تعصب وبخل سے کام لیا ہے،جس میں مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''احکام ظاہرہ میں شہداء عام مردوں کی طرح ہیں۔ان کی میراث تقسیم ہوتی ہے،اور ان کی بیویاں دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں،اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں،یہاں تک کہ سلامت جسم کے علاوہ اس حیات برزخی کے کچھ آثار ظاہری احکام پر بھی پڑتے ہیں۔مثلاً یہ کہ ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی،اور ان کی ازواج دوسروں کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔''(معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۳۹۷)

کیا خوستی صاحب وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ انہوں نے یہ عبارت نقل کرنے سے گریز کیوں کیا؟اور کیا انہیں اس عبارت سے بھی اتفاق ہے؟

(۱۲)مولانا غلام اللہ خانؒ (المتوفی ۱۴۰۰)

مولانا محبّ اللہ صاحب نے اپنے رسالہ کے اندر مماتی فتنہ کو مخاطب کیا ہے،افراد کا تذکرہ نہیں کیا،البتہ ''جمعیۃ اشاعۃ التوحید''اور''مرکزی جمعیۃ اشاعۃ التوحید'' کا نام ضرور لیا ہے۔لیکن خوستی صاحب نے نجانے کیوں یہ مفروضہ قائم کر لیا کہ......مولانا محبّ اللہ کے نزدیک مماتیوں سے مراد مولانا قاضی شمس الدینؒ،مولانا غلام اللہ خانؒ،مولانا محمد طاہر پنج پیری اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ گجراتی ہیں۔(صفحہ ۹)......حالانکہ ان میں سے مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ اور مولانا غلام اللہ خانؒ صاحب نہ مماتی تھے اور نہ ان کو کوئی مماتی قرار دیتا ہے۔چنانچہ مولانا غلام اللہ خانؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:

''کئی اکابر علماء دیوبند نے اپنی تحریروں میں تصریح کی ہے کہ عند القبر انبیاء علیہم السلام کا سماع بلاشبہ ثابت ہے، خصوصاً سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت بلند ہے۔ اور آپ کے سماع میں کچھ شبہ ہی نہیں۔''

(ماہنامہ تعلیم القران راولپنڈی ستمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۱)

اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی جس مصالحتی تحریر پر مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ نے دستخط کئے تھے وہ گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ اس کے باوجود بھی خوستی صاحب انہیں مماتی قرار دیں تو انہیں اس سینہ زوری سے کون روک سکتا ہے؟

(۱۳) مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ (المتوفی ۱۴۰۳)

خوستی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان کی ایک سطری عبارت کے ذریعہ اپنا ہم مسلک بنالیا ہے حالانکہ اسی عبارت میں صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور تاریخ وفات کا تذکرہ ہے جو ہرگز اختلافی نہیں، جس کتاب سے خوستی صاحب نے ایک سطری عبارت نقل کی ہے، اسی میں حضرت شیخ الحدیثؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی ملک باقی رہتی ہے (یعنی وراثت تقسیم نہیں ہوتی)، اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کسی کے نکاح کرنے کی قرآن پاک میں صاف لفظوں میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔'' (خصائل نبوی صفحہ ۳۷۳)

(۱۴) مولانا قاضی شمس الدینؒ (المتوفی ۱۴۰۵)

خوستی صاحب کے نزدیک حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مماتی تھے، لیکن وہ قاضی صاحبؒ کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''فقہاء کرام اور متکلمین کے نزدیک یہ جسم خواہ ریزہ ریزہ ہوچکا ہو پھر بھی قبر کے عذاب وثواب اور تالم وتلذذ میں روح کا شریک ہے۔ اور فتویٰ بھی فقہا کرام کے قول پر دینا چاہیے۔'' (تسکین القلوب صفحہ ۴۷)

اسی مسلک کا تذکرہ قاضی صاحبؒ نے ''التعلیق الفصیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹'' میں بھی کیا ہے، نیز رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

"آپ جب یہ معلوم کر چکے کہ ہماری عام جماعت (جمعیۃ اشاعۃ التوحید) مسئلہ حیات النبیؐ میں یہ تسلیم کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے رحلت فرمانے کے بعد قبر مبارک میں زندہ ہیں، جسد اطہر تغیرات سے بالکل صحیح سالم محفوظ ہے۔ روح کا ایک غیر مدرک بالکنہ تعلق بھی جسد اطہر سے ہے، اور آپ قبر کے نزدیک سے صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ گو روح اطہر کا مقام اعلیٰ علیین ہے۔ جیسا کہ علماء اہل سنت والجماعت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ تو اب ہماری عام جماعت سے آپ کا کیا اختلاف باقی رہا؟ ہم میں سے بعض حضرات جن کے متعلق آپ کو معلوم ہے حیاتِ روحانی کے قائل ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسی پاور نہیں کہ ان کو اپنا ہم مسلک بنا سکیں۔" (ہدایۃ الحیر ان طبع جدید صفحہ ۴۷)

امید ہے خوستی صاحب کی آنکھیں کھولنے کے لیے یہ مکتوب کافی ہوگا۔ بشرطیکہ قبولِ حق کی صلاحیت اور حق شناسی کے جوہر سے وہ محروم نہ ہو چکے ہوں، حضرت قاضی صاحبؒ واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہے ہیں کہ جمعیۃ اشاعۃ التوحید کی عام جماعت حیات الانبیاء بہ تعلق روح تسلیم کرتی ہے، اور عندالقبر سماع صلوٰۃ وسلام کا عقیدہ بھی رکھتی ہے صرف چند افراد ہیں جو اس کے منکر ہیں، اجساد مبارکہ سے ارواح طیبہ کا تعلق نہیں مانتے، عندالقبر سماع صلوٰۃ وسلام کے عقیدہ سے منحرف ہیں۔ اور ان کا یہ انکار انحراف کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہے۔ جسے ختم کرنے کے لیے ہمارے پاس طاقت اور پاور موجود نہیں۔

حاصل بحث

علماء کرام کے مذکورہ فرامین وفتاویٰ کی روشنی میں یہ حقائق پوری طرح واضح ہو چکے ہیں کہ علماء دیوبند اہل السنّت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی موت برحق ہے۔

(۲) بعد از وفات ان کے اجسام مبارکہ سے ان کی ارواح مقدسہ کا تعلق ہوتا ہے۔

(۳) اس تعلق روح کی بناء پر وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(۴) اور اس حیات کی وجہ سے وہ عندالقبر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

فصل چہارم......

خوستی صاحب کے اعتراضات کی حقیقت

خوستی صاحب نے اپنے علم وفہم کے مطابق کچھ اعتراضات بھی وارد کئے ہیں، اگر چہ انہوں نے قائلین حیات الانبیاء کے اکثر دلائل بلاحوالہ اور بغیر ان کے طرز استدلال کو سمجھے نقل کر کے ان پر ذہن آزمائی کی ہے۔لیکن ہم بہر حال ان کا جائزہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) حدیث من صلی علیّ عند قبری سمعته کا جواب کیوں نہ دیا؟

عقیدہ حیات النبیؐ کے بارہ میں حدیث من صلی عندقبری سمعته (جلاء الافہام صفحہ ۱۹ فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۵۲ وغیرہ) بنیادی اہمیت رکھتی ہے، جسے جمہور ائمہ اہل سنت کے ہاں صحیح بھی تسلیم کیا گیا ہے، اور اسے امت کا تلقی بالقبول بھی حاصل ہے، لیکن خوستی صاحب نے نہ اس کا تذکرہ کیا ہے اور نہ اس پر کوئی اعتراض کیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کی صحت وثقاہت کو قبول کرتے ہیں۔

(۲) کیا نبی کو مردہ کہنا گستاخی نہیں؟

خوستی صاحب لکھتے ہیں کہ......اگر نبی کو مردہ کہنا گستاخی ہے تو کیا حضرت ابو بکر صدیق نے بھی ان محمدًا قدمات فرما کر گستاخی کی ہے، ذرا سوچ کر بات کرنی چاہیے (صفحہ ۱۰)......خوستی صاحب اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وقوع موت کی خبر دینے اور حالت موت پر برقرار سمجھنے میں کتنا فرق ہے؟ وہ یہ ادراک ہی نہیں کر پا رہے کہ یہ کہنا کہ آپ وفات پا چکے بالکل الگ بحث ہے۔اور یہ کہنا کہ آپ مردہ ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) سراسر ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔وہ اس طرف بھی توجہ نہیں فرماتے کہ: ’’قدمات‘‘ ماضی کا صیغہ ہے جو دوام واستمرار نہیں بلکہ حدوث پر دلالت کرتا ہے۔اگر وہ قرآن حکیم کی آیت حیات شہداء پر شعوری توجہ فرما لیتے تو یقیناً ان کی سمجھ میں آجاتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو یہ کہنے کی اجازت تو دی گئی کہ شہید مقتول ہیں، لیکن یہ گمان کرنے سے بھی منع کیا گیا کہ وہ مردہ ہیں۔غور طلب امر یہ ہے کہ جب شہداء کو مردہ کہنے کی اجازت نہیں دی گئی تو انبیاء کو مردہ کہنے کی اجازت کیسے ملے گی؟ اور جب شہداء کو مردہ کہنا توہین قرآن ہے تو انبیاء کو مردہ کہنا توہین نبوت کیوں نہ ہوگا؟

(۳) کیا نبی موت سے مستثنیٰ ہوتا ہے؟

خوستی صاحب نے اپنی ساری ذہنی وقلمی توانائیاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ورودِ موت کے ثبوت پر صرف کردی ہیں، اور یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قائلینِ حیات، وفاتِ انبیاء کے منکر ہیں حالانکہ یہ مسئلہ نہ فی الوقت اختلافی ہے اور نہ کبھی متنازعہ رہا ہے۔

(۴) کیا حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم ضعیف ہے؟

خوستی صاحب نے حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (مسند ابی یعلی، فتح الباری، مجمع الزوائد) کو بھی تختہ مشق بنایا ہے۔ اور دیگر مماتیوں کی طرح ان پر بھی بیہقیؒ وذہبیؒ بننے کا جنون طاری ہے۔ مولانا محمد حسین نیلوی مرحوم کی کتاب ندائے حق سے چند حوالہ جات سرقہ کر کے انہوں نے اپنا یہ شوق پورا کر ڈالا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث امت کے تلقی بالقبول کے حوالہ سے بزرگان دیوبند کے نزدیک تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام بیہقیؒ، حافظ ابن تیمیہؒ، علامہ سبکیؒ، علامہ ہیثمیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ ملا علی قاریؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ سمہودیؒ، امام سیوطیؒ، علامہ عینیؒ، امام زرقانیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، علامہ شامیؒ، شاہ عبد العزیز دہلویؒ، علامہ آلوسیؒ، اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ جیسے محققین ومحدثین نے اپنا عقیدہ حیات النبیؐ بیان کیا ہے۔ ان اکابر کے مقابلہ میں اس حدیث کی توثیق کسی مجذوب ومجنون سے کرانے کا مطلب تو یہ ہے جیسے ہیرے کی شناخت کسی موچی یا چمار سے کرائی جائے۔ ہم خوستی صاحب سے درخواست کریں گے کہ اگر انہیں بے تعصبی کی چند گھڑیاں میسر آسکیں تو وہ ہمارے جد مکرم کی ''تسکین الصدور'' کا مطالعہ ضرور کر لیں۔ بلکہ اگر کوئی قابل وذی استعداد مدرس مل سکے تو سبقاً سبقاً پڑھ لینا زیادہ مفید ہوگا۔ اور اگر قابل مدرس نہ مل سکے تو کتاب کے آغاز میں مذکور اکابر علماء کی تقاریظ وتصدیقات پر اعتماد کر لیجئے، وہ بھی ان شاء اللہ العزیز نفع سے خالی نہ ہوگا۔ اور ویسے بھی جس کتاب کے دلائل کو حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محدث اہل سنت کے دلائل تسلیم کر رہا ہو، اس کتاب کے دلائل کو ان ہی کے شاگرد خوستی صاحب ''بریلوی مزاج دیوبندی کے دلائل'' قرار دیتے اچھے نہیں لگتے۔

(۵) حقیقی اور مجازی قبر کا خوستی فرق!

ہر باطل فرقہ کی یہ بدنصیبی ہے کہ اپنے مذموم و باطل عقائد کے تحفظ کے لیے دلائل حقہ سے انکار وانحراف کی خاطر تاویلات وتحریفات کا باب کھول لیتا ہے، انکار پہ اتر آئے تو نصوص واجماع سے انکار کر جائے اور ماننے پہ آئے تو قیاسات وقرائن اور مفروضات پر پوری فکری بلڈنگ کھڑی کر دے، صد افسوس! خوستی صاحب نے بھی یہ اصول پورے استقلال سے اپنایا ہے۔ انہوں نے حدیث الانبیاء احیاء کی صحت وثقاہت کا انکار کیا تھا، بس کافی تھا، حدیث ضعیف مسئلہ خلاص۔ لیکن پبلک کے اندر عقیدہ حیات النبیؐ سے مطلق انکار کی اخلاقی جرأت کہاں سے لاتے۔ لہٰذا دیگر مماتیوں کی طرح تاویلیں شروع کر دیں کہ......قبر کے دو معنی ہیں، ایک حقیقی دوسرا مجازی، حقیقی معنی مدفن میت ہے، یعنی وہ گڑھا جس میں میت کو دفن کر دیا جاتا ہے، اور مجازی معنی عالم برزخ، یعنی وہ زمانہ جو انسان کے موت اور قیامت کے درمیان ہے (صفحہ ۴۹)......مکان کا تقابل مکان اور زمان کا تقابل زمان تو ہمیشہ سنا گیا، لیکن مکان کا تقابل زمان سے پہلی دفعہ سنا ہے، جسے مماتی فلسفہ بھی کہا جا سکتا ہے، جس کے ذریعے وہ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اقدس میں نہیں، عالم برزخ میں زندہ ہیں، حالانکہ روضہ اقدس برزخ ہی کا حصہ ہے، یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ خوستی صاحب ژوب میں نہیں عالم دنیا میں زندہ ہیں۔

(۶) حرمت تکوینی اور حرمتِ تشریعی کا چکر!

خوستی صاحب نے حدیث اِنَّ اللّٰہ حَرَّمَ عَلَی الاَرْضِ اَنْ تَأکُلَ اَجسادَ الانبیاءِ کو بھی ہدف تنقید بنا ڈالا، پہلے فن اسماء الرجال میں طبع آزمائی کر کے بیہقیؒ و ذہبیؒ بننے کی کوشش کی، اور اب علم کلام میں ٹانگ اڑا کر غزالیؒ و رازیؒ بننے کے چکر میں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ......اس حدیث میں حرمت سے مراد حرمت تشریعی نہیں بلکہ حرمت تکوینی ہے۔ جیسے وحرمنا علیہ المراضع من قبل (صفحہ ۴۸)......خوستی صاحب کے حال پر خدا تعالیٰ رحم فرمائے ان کی حالت بڑی عجیب ہو گئی ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو انہیں العیاذ باللہ تعالیٰ درختوں اور جانوروں کی اقسام حیات یاد آ جاتی ہیں۔ اور جب آپ علیہ اسلام کی ذات اقدس کے حرمت علی الارض کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو ان کے ذہن میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے والیوں کی حرمت

گھومنے لگتی ہے۔ وہ اپنی کم علمی کو چھپانے کے لیے تکوینی وتشریعی امور کے چکر میں پڑ گئے ہیں، حالانکہ ہمیں پورا یقین ہے کہ اس کے حوالہ سے انہیں خود بھی معلوم نہیں کہ وہ اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، اگر تکوینی امور سے ایجادات ومقدارات مراد ہیں، تو خوستی صاحب سے وضاحت فرمادیں کہ اگر ذاتِ رسولؐ کی حرمت تکوینی امر ہے تو کیا ذات رسول کی حیات تکوینی امر نہیں ہے؟ تکوینی وتشریعی تفریق کے حوالہ سے آخر آپ حرمت وحیات کے درمیان کیا فرق ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ہر وہ تکوینی امر جسکی خبر یا شہادت زبانِ رسالت سے مل جائے اس پر ایمان واعتقاد رکھنا تشریعی امر کا درجہ حاصل کر جاتا ہے، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اطہر کو مٹی کا نہ کھانا تو مٹی کے لیے تکوینی امر ہے، لیکن آپ کے وجود اقدس کو روضہ اقدس کے اندر محفوظ وتروتازہ ماننا ہمارے لیے تشریعی امر ہے۔

(۷) نامکمل حدیث سے مکمل نتیجہ کیسے؟

دیگر مماتیوں کی طرح خوستی صاحب بھی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہ کر سکے، اور نامکمل حدیث کے ذریعہ مکمل نتیجہ اخذ کر ڈالا۔ اور صریح بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے مکمل حدیث نقل کرنے سے گریز کیا۔ مکمل حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

> ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جمعہ کا دن افضل ترین ایام میں سے ہے، اسی دن آدم علیہ اسلام پیدا کئے گئے، اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن نفخہ اولیٰ وثانیہ ہوگا۔ اس لیے تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، پوچھا گیا جب آپ کا جسم اطہر (وفات کے بعد) ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا پھر بھی ہمارا درود آپ کو پہنچے گا؟ فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ بیشک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ اجسام انبیاء کو کھائے (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵...... نسائی جلد ا صفحہ ۱۵۴)

اس پوری حدیث کو سامنے رکھے بغیر کوئی نتیجہ اخذ کرنا دیانت کے سراسر منافی ہے۔ خوستی صاحب اگر اس پوری حدیث پر دیانتدارانہ غور فرما سکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے ذریعہ تین چیزوں کی خبر دے رہے ہیں...... پہلی یہ کہ وفات کے بعد میرا وجود اقدس روضۂ پاک کے اندر تا قیامت محفوظ رہے گا......... دوسری یہ کہ میرے اس وجود اقدس کے اندر حیات موجود رہے

گی......اور تیسری یہ کہ اس حیات کی وجہ سے امت کا پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام میرے وجودِ اقدس پر اسی طرح پیش کیا جاتا رہے گا جس طرح دنیوی حیات میں پیش کیا جاتا ہے، بعض تشدد پسند مماتی اس حدیث مبارکہ کے پہلے حصہ کو ضعیف اور خلاف قرآن قرار دیتے ہیں۔لیکن ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پوری حدیث اسی طرح ''تحریرات حدیث'' کے صفحہ ۵۴۸ اور صفحہ ۵۴۹ پر نقل فرمائی ہے۔

(۸) کیا ونبیُّ اللہ حیّ یرزق......حدیث کے الفاظ نہیں ہیں؟

حدیث انّ اللّٰـه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء کے ساتھ بعض اسناد میں فنبی اللہ حی یرزق کی زیادت بھی موجود ہے۔(ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹) جس زیادت کو محدثین اہل سنت نے قبول بھی کیا ہے اور اس سے استدلال بھی کیا ہے، لیکن خوستی صاحب کا دعویٰ ہے کہ...... یہ الفاظ حدیث کے نہیں بلکہ مدرج من الراوی ہیں (صفحہ ۴۸......حالانکہ ان الفاظ سے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ جیسے بزرگان دیو بند نے استدلال کیا ہے، اور حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ نے بھی ''تحریرات حدیث صفحہ ۵۴۸'' میں یہ حدیث اس زیادت کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ اور ان تینوں بزرگوں کو خوستی صاحب نے اپنے مماتی کھاتہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔اب خوستی صاحب کا آخری جملہ بھی ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں کہ......اگر بالفرض یہ زیادتی تسلیم بھی کرلی جائے تو مطلق حیات میں کوئی کلام نہیں، کلام تو حیات دنیویہ میں ہے، جس کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے (صفحہ ۴۹)......حیرت ہے خوستی صاحب کو پوری حدیث دیکھ کر بھی اس میں دنیوی حیات کے آثار نظر نہیں آرہے، دنیا والا وجود محفوظ ہے، دنیا والا وجود زندہ ہے، دنیا والا وجود سنتا ہے، اور دنیا والا وجود کھاتا ہے، اس وجود کی ان اوصاف کے ساتھ حیات اگر خوستی صاحب کی سمجھ میں آسکے تو وہی ہمارا عقیدہ ہے۔

(۹) کیا حرمتِ نکاح ازواج مطہراتؓ اور حدیث میراث انبیاء سے استدلال بریلویت ہے؟

بعض بزرگان دیو بند نے ازواج مطہراتؓ کے لیے حرمت نکاح اور میراث انبیاء کی عدم تقسیم کو بھی حیات انبیاء کی دلیل بنایا ہے، اور انہوں نے آیت ولا تنکحوا ازواجه من بعده ابداً (پ۲۲، الاحزاب، ۵۳) اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ماتر کنا صدقة (مشکوٰۃ

صفحہ ۵۵۵) سے استدلال کیا ہے۔جیسے حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ (ھدیۃ الشیعہ صفحہ ۳۶۰ آب حیات صفحہ۲......اجوبہ اربعین صفحہ ۳۰۰ وغیرہ) قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ (الکوکب الدری جلد ا صفحہ ۴۲۳) حکیم الامت حضرت تھانویؒ (بیان القرآن جلد ا صفحہ ۸۸) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۳۹۷) اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ (خصائل نبویؐ صفحہ ۳۷۳) وغیرہم اکابر علماء نے اس کی صراحت کی ہے۔لیکن خوستی تحقیق کے مطابق یہ نظریہ رکھنے والے علماء بریلوی مزاج دیوبندی ہیں، حیرت یہ ہے کہ وہ ان بریلوی مزاج دیوبندیوں سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

(۱۰) کیا حدیث عرضِ اعمال سے استدلال کرنا بریلویت ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری موت بھی، میری وفات کے بعد تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، جو اچھے ہوں گے ان پر اللہ کی تعریف کروں گا، جو برے ہوں گے ان پر تمہارے لئے معافی چاہوں گا، (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۴...... وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰۶...... شفاء السقام صفحہ ۳۴)............اس روایت کے تمام راوی بخاری کے ہیں (مجمع الزوائد) امام سیوطیؒ، علامہ زرقانیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے نزدیک اس کی سند جید ہے (خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱......زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷...... عقیدۃ الاسلام صفحہ ۱۱......فتح الملہم جلد ا صفحہ ۴۱۳) اس حدیث سے علامہ عثمانیؒ، حضرت تھانویؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، علامہ سبکیؒ، علامہ سمہودیؒ اور قاضی شوکانیؒ وغیرہم نے استدلال کیا ہے (تفسیر عثمانی صفحہ ۳۵۸......نشر الطیب صفحہ ۲۱۰...... براہین قاطعہ صفحہ ۲۱۶......طبقات الشافعیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲......وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۴۱۱...... نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۶۴) اس کی مزید تفصیلات "تسکین الصدور" میں ملاحظہ کرلی جائیں............خوستی صاحب کے نزدیک یہ دلیل بھی بریلوی مزاج دیوبندیوں کی ہے۔گویا مذکورہ تمام اکابر بریلوی مزاج دیوبندی ہیں۔

(۱۱) کیا آیت حیات شہداء سے استدلال بریلویت ہے؟

قرآن پاک میں دو مقام پر حیات شہداء کا ذکر موجود ہے۔جن میں مقتولین فی سبیل اللہ کو مردہ کہنے اور مردہ گمان کرنے سے روکا گیا ہے۔جمہور ائمہ اہل سنت نے ان آیات کریمات کی روشنی

میں شہداء کے انہی ابدان کی حیات کا عقیدہ قائم کیا ہے جو مقتول ہوئے ہیں۔صرف روح کی حیات کا عقیدہ قائم نہیں کیا، کیونکہ روح نہ قتل ہوتی ہے نہ مرتی ہے۔حیات شہداء کی ان آیات کے حوالہ سے جمہور ائمہ اہل سنت نے دلالۃ النص کے طور پر حیات انبیاء پر استدلال کیا ہے۔خوستی صاحب نے یہاں بھی ارواح شہداء کا مستقر طیور خضر کے بطون قرار دیکر اجسام سے ان کے تعلق کی نفی کرنے کی کوشش کی ہے۔اور حیات شہداء سے حیات انبیاء پر استدلال کرنے والے علماء کو بریلوی مزاج دیوبندی قرار دے ڈالا ہے،لیکن ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ استدلال کرنے والے علماء میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ (بیان القرآن جلد ا صفحہ ۸۸) مولانا سید امیر علی دہلویؒ (مواہب الرحمٰن جلد ۲ صفحہ ۵۱) مولانا مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی، (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۳۹۸) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۲۴۹) مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ (تفسیر حقانی جلد ا صفحہ ۵۱۷) مولانا احمد سعید دہلویؒ (کشف الرحمٰن جلد ا صفحہ ۲۶ ضمیمہ) مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ (حیات اموات صفحہ ۸۸) مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ (ذخیرۃ الجنان جلد ۲ صفحہ ۳۹) اور مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ (معالم العرفان جلد ۳ صفحہ ۴۷) جیسے اکابر بزرگان دیوبند شامل ہیں۔کیا خوستی صاحب ان تمام بزرگان دیوبند پر بریلوی مزاج دیوبندی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں؟ ان کے نزدیک حیات شہداء کا مفہوم کیا ہے؟ خوستی صاحب وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔مولانا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ شہداء کی حیات جسمانی ہے،اس لیے کہ موت اور قتل کا تعلق جسم سے ہے،اور یہ ظاہر آیت کا مفہوم ہے (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۲۴۹)

(۱۲) کیا حدیث عائشہؓ سے استدلال بریلویت ہے؟

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ......میرے حجرہ مبارکہ میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مدفون تھے میں پردہ کا اہتمام کئے بغیر چلی جاتی تھی، کیونکہ ایک میرے خاوند اور ایک میرے والد تھے۔لیکن جب حضرت عمر فاروقؓ بھی وہاں مدفون ہوئے تو بخدا میں ان سے حیا کرتے ہوئے پردہ کا اہتمام کر کے اندر جاتی تھی (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴) علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی بخاری کے راوی ہیں (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۷)............اس حدیث کے حاشیہ میں شارح بخاری حضرت علامہ احمد علی

محدث سہارنپوریؒ بحوالہ اشعۃ اللمعات فرماتے ہیں کہ......... حیاء من عمر اوضح دلیل علیٰ حیات المیت(حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴) یعنی حضرت عائشہؓ کا حضرت عمرؓ سے حیاء کرنا میت کی حیات پر بڑی واضح دلیل ہے.......... اس حدیث سے متعدد بزرگان دیوبند نے استدلال کیا ہے۔ لیکن خوستی صاحب کے نزدیک اس سے استدلال کرنے والے علماء بریلوی مزاج دیوبندی ہیں۔

(۱۳) کیا سید عنایت اللہ شاہ صاحب فاضل دیوبند ہیں؟

خوستی صاحب نے مماتیوں کو دیوبندی ثابت کرنے کے لیے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری فاضل دارالعلوم دیوبند ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے پہلی عرض تو یہ ہے کہ مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا قاضی شمس الدینؒ اور مولانا محمد طاہر پنج پیری کا شمار ضرور فضلاء دیوبندی میں ہوتا ہے، لیکن سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری فاضل دیوبند نہیں ہیں بلکہ مدرسہ محمدیہ راندھیر ضلع سورت کے فاضل ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیے سوانح سید عنایت اللہ شاہ بخاری صفحہ ۲۱) اور ان کی خدمت میں دوسری عرض یہ ہے کہ دیوبندیت کا معیار بزرگان دیوبند کا فکر ہے۔ فاضل دیوبند ہونا دیوبندیت کا معیار نہیں ورنہ ساری زندگی مودودیت سے وابستگی رکھنے والے اور مودودی صاحب کا دفاع کرنے والے مولانا محمد چراغ صاحب جامعہ عربیہ گوجرانوالہ بھی فاضل دیوبند تھے۔ ساری زندگی غیر مقلدیت کا پرچار اور حنفیت کی مخالفت کرنے والے مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی فاضل دیوبند تھے۔ ان دونوں کے فاضل دیوبند ہونے کا تذکرہ ''تاریخ دیوبند جلد ۲'' میں موجود ہے۔ اشتراکیت اور روافضیت کی منزلیں طے کر کے ''میں غیر مقلد کیوں ہوا'' کی منزل تک پہنچنے والے مولانا عبدالرحمٰن کیمل پوری ثم فیصل آبادی بھی فاضل دیوبند تھے۔ کیا محض فاضل دیوبند ہونے کی بنا پر ان تمام حضرات کو یا ان جیسے صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے حضرات کو دیوبندی یا دیوبندیت کا معیار قرار دیا جاسکتا ہے؟ ہمیں امید نہیں کہ خوستی صاحب ان حضرات کے بارہ میں اپنے مذکورہ فلسفہ سے اتفاق کرسکیں گے۔ اور اگر خوستی صاحب کا ذوق تحقیق اور اصول معیار بدقسمتی سے واقعی اتنا گر چکا ہے، اور ان کے نزدیک دیوبندیت اور بریلویت کے درمیان فرق کرنے کا معیار و پیمانہ یہی ہے تو ہم پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ پھر ان کے نام نہاد دامنِ دیوبندیت میں سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری اور ان جیسے چند شدت پسند مماتیوں کے سوا کچھ نہیں بچے گا۔

فصل پنجم ......

خوستی صاحب کے لئے

چند ....عقلی............دلائل

خوستی صاحب نے اپنے دلائل میں اپنے علم وفہم کے مطابق عقل آزمائی سے بھی کام لیا ہے، جس کا حشر آپ گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی ان کے لیے چند عقلی دلائل پیش کر دیں، شاید ان کے لیے قبول حق کا ذریعہ بن جائیں، بشرطیکہ تعصب کے خول سے نکل کر وہ ان کا مطالعہ فرما سکیں۔ **وما توفیقی الا باللہ.**

(۱) روضہ اقدس ریاض الجنۃ ہے!

فرمان نبویؐ ہے کہ............مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة (**بخاری جلد۲** صفحہ ۴۴۶)......اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس جنت ہے، جہاں جنت کی جملہ نعمتیں موجود ہیں، عقل اور ایمان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ جنت زندوں کا مقام ہے، مُردوں کا نہیں، کیونکہ مردے جنت کی نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اب خوستی صاحب وضاحت فرمادیں کہ یہ فرمان نبویؐ غلط ہے؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ) یا حضور علیہ السلام روضہ اقدس کی جنت میں زندہ ہیں؟

(۲) جنت میں رزق اور نمازیں!

جب روضہ اقدس کا جنت ہونا ثابت ہے تو............آپؐ کے جسم اطہر کا محفوظ و ترو تازہ ہونا بھی ثابت ہے، کیونکہ وہ جنت میں ہے......زندہ ہونا بھی ثابت ہے، کیونکہ جنت میں ہے......نمازیں پڑھنا بھی ثابت ہے، کیونکہ جنت میں ہے......رزق ملنا بھی ثابت ہے کیونکہ جنت میں ہے......اور ان تمام امور پر جملہ اہل السنّت والجماعت کا اتفاق واجماع ہے۔

(۳) صدیقؓ وفاروقؓ بھی زندہ ہیں!

تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ، آنحضرت صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اسی روضہ اقدس کے اندر مدفون ہیں جو روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔ اسی لیے روافض کے خلاف یہ دلیل قائم کی گئی ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تکفیر و تفسیق جائز نہیں، کیونکہ وہ جنت میں ہیں، اور جنت وہ مقام ہے جہاں خدا تعالیٰ کی اجازت و رضاء کے بغیر نہ کوئی خود داخل ہوسکتا ہے۔ نہ کوئی اسے بالجبر داخل کرسکتا ہے۔

(۴) روضہ اقدس کے اندر باجماعت نماز!

محدث العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (فیض الباری جلد ا صفحہ ۱۸۳ میں) اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم جلد ۳ صفحہ ۴۱۹ میں) فرماتے ہیں کہ قبر میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارکہ میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ کا ایام حرہ کے دوران تین دن تک روضہ اقدس سے اذان و اقامت سن کر نماز پڑھنے کا موقع وفاء الوفاء القول البدیع، اور مدارج النبوت وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیخینؓ بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں۔

(۵) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات!

فرمان خداوندی ہے کہ جو لوگ فی سبیل اللہ قتل کئے جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو، ایمان کہتا ہے کہ موت جسم پر واقع ہوتی ہے، قتل جسم ہوتا ہے، روح نہ قتل ہوتی ہے نہ مرتی ہے۔ اب عقل کا تقاضا ہے کہ اس چیز کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے جس پر قتل کی واردات ہوئی ہے، اور وہ جسم ہے یعنی شہید کے جسم کو مردہ گمان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۶) بل احیاء ولکن لاتشعرون!

خدا تعالیٰ کا فرمان ہے، شہید زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ ہر ہوشمند جانتا ہے کہ انسانی شعور کا تعلق انسانی جسم کے ساتھ ہے، روح سے انسانی شعور کا کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس تک انسانی شعور کی رسائی ہے۔ (ویسئلونک عن الروح، قل الروح من امر ربی) اب اس مقام پر اسی چیز کے قتل کا تذکرہ ہے جو انسانی شعور میں ہے، اور اسی کی حیات کا تذکرہ ہے جو انسانی شعور میں ہے۔ اور وہ شہید کا جسم ہے۔ جس کی حیات دو قسم کی ہے، قتل سے پہلے کی جو انسانی شعور میں تھی، اور قتل کے بعد کی جو انسانی شعور سے اوجھل ہوگئی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مومن اور کافر کے درمیان فرق

پیدا ہوتا ہے۔ مومن قرآنی حکم کے مطابق شہید کی حیات کا اثبات اور اپنے شعور کی نفی کرتا ہے، اور کافر اپنے شعور کا اثبات اور شہید کی حیات کی نفی کرتا ہے، حالانکہ روح کی حیات کے دونوں قائل ہیں۔

(۷) موت کا اطلاق جسم پر اور حیات کا روح پر کیوں؟

یہ ایک اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے کہ موت و حیات دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، جو جسم کا خاصہ ہیں، وجود انسانی کے حوالہ سے جب موت و حیات کی بات ہوگی تو اس کا اطلاق انسانی جسم پر ہوگا۔ یعنی زندہ ہے تو جسم ہے، مردہ ہے تو جسم ہے، لیکن بدقسمتی سے خوستی صاحب سمیت تمام مماتی موت کا اطلاق انسانی جسم پر کرتے ہیں، اور جب حیات کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں روح زندہ ہے۔ یہ فلسفہ نا قابل فہم ہے۔ اور ویسے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ قتل جسم کیا جائے اور وعدہ حیات روح سے ہو، جس پر موت ہی نہیں۔ یہ عقلاً محال ہے۔

(۸) حیات انسانی کے پانچ دور!

انسانی زندگی پانچ مسلسل ادوار پر مشتمل ہے.......... پہلا دور بطن مادر کا جو تصویر انسانی تیار ہونے اور اس میں روح ڈالے جانے سے شروع ہو کر ولادت تک رہتا ہے، اور روح مع الجسد ہوتا ہے دوسرا دور عالم دنیا کا ہے جو ولادت سے وفات تک رہتا ہے، اور روح مع الجسد ہوتا ہے...... ...... چوتھا دور عالم حشر کا ہے، جو نفخہ ثانیہ سے دخول جنت و جہنم تک رہتا ہے، اور روح مع الجسد ہوگا...... ...... پانچواں اور آخری دور دخول جنت و جہنم کے بعد کا ہے، اور روح مع الجسد ہوگا.......... لیکن تیسرا دور درمیانی دور جو عالم برزخ کا ہے اور موت سے وقوع قیامت تک باقی رہتا ہے، اس دور کی انسانی زندگی متنازع بن کر رہ گئی ہے، جملہ اہل حق کا عقیدہ ہے کہ یہ بھی روح مع الجسد ہے، البتہ عالم دنیا اور عالم برزخ کی زندگی میں یہ فرق ہے کہ دنیا میں روح بدن کے تابع تھی، جبکہ برزخ میں جسم روح کے تابع ہوتا ہے، یعنی دنیا میں امور بدن پر واقع ہوتے تھے اور اثر روح پہ پڑتا تھا جبکہ برزخ میں جزاء وسزا کے امور روح پر واقع ہوتے ہیں، اور اثر بدن پر پڑتا ہے.......... اب خوستی صاحب وضاحت فرمائیں کہ انسانی زندگی کا درمیان والا دور بلا تعلق روح محض روحانی کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے؟

(۹) عمل جسم و روح دونوں کا، بدلہ صرف روح کو کیوں؟

فرمان خداوندی ہے الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً

(الملک) یعنی زندگی اور موت یہ جاننے کے لیے تخلیق کی گئی ہیں کہ کون تم میں سے اچھا عمل کرتا ہے اور کون برا۔اور ہر عقلمند جانتا ہے کہ مذکورہ تینوں صفات کا تعلق جسم کے ساتھ ہے، زندگی کا بھی، موت کا بھی اور عمل کا بھی، البتہ زندگی اور عمل میں روح جسم کی پوری معاون ہوتی ہے۔اس کے بغیر نہ جسم حرکت کرسکتا ہے نہ عمل، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں اعمال خیر وشر جسم وروح دونوں سے سرزد ہوتے رہے۔لیکن عالم برزخ میں اگر جزاء وسزا صرف روح کے لیے تسلیم کی جائے تو یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور عدل کے بھی۔جبکہ جزاء وسزا کے اعتبار سے عالم برزخ، عالم آخرت ہی کی پہلی منزل ہے۔

(۱۰) مجازی کی آڑ میں، حقیقی قبر سے انکار کیوں؟

خدا تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر انسانی وجود سے چار چیزوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے..........(۱) من نطفة خلقه فقدره ،نطفہ سے انسان کی تخلیق وتقویم میں نے کی.......... (۲) ثم السبیل یسره، اس کا دنیا میں آنا اور دنیا میں رہنا میں نے آسان کیا..........(۳) ثم اماته، میں ہی اسے موت دونگا..........(۴) فاقبره، میں ہی اسے قبر دوں گا..........گویا اس میں خدا تعالیٰ نے واضح کردیا کہ میں اسے قبر دوں گا جسے موت دوں گا، اسے موت دوں گا جسے ولادت دوں گا، اور اسے ولادت دوں گا جسے رحم مادر میں تخلیق کروں گا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ رحم مادر سے اپنے سفر کا آغاز کرنے والے وجود کو مرنے کے بعد جو ٹھکانہ ملتا ہے، اسی کا نام قبر ہے۔اور اس کے حقیقی قبر ہونے کا اعتراف تو خوستی صاحب بھی کرتے ہیں، لیکن یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں.......... پہلا یہ کہ حقیقی قبر کا ثبوت نصوص قطعیہ سے ملتا ہے، جبکہ مجازی قبر قرائن سے ثابت کی جارہی ہے۔کیا قرائن کی بنیاد پر نصوص سے انکار جائز ہے؟..........دوسرا یہ کہ اگر کسی مقام پر مجازی معنی مراد لینا ضروری وناگزیر ہوجائے تو حقیقی معنی کی بالکل نفی کردینا کیونکر درست ہوگا؟ مثلاً اگر کوئی شخص خوستی صاحب کی بہادری کی وجہ سے انہیں شیر کہہ دے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اب انسان نہیں رہے۔لہٰذا عالم برزخ میں علیین یا سجین کو مجازی قبر ماننے سے مدفون فی الارض حقیقی کا انکار لازم نہیں آتا۔اور نہ یہ شرعاً وعقلاً درست ہے۔

(۱۱) بحالت نیند تعلق روح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ..........اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض کرلیتا ہے نیند کے وقت، اور ان

جانوں کو لوٹا دیتا ہے جن پر بحالت نیند موت نہیں آتی اور جن کے لیے موت کا فیصلہ کر لیتا ہے، انہیں روک لیتا ہے.........اس آیت میں وضاحت کی گئی ہے کہ بحالت نیند بھی انسانی روح قبض ہوتی ہے۔اب خوستی صاحب سے ہمارا سوال یہ ہے کہ بحالت نیند جب روح انسانی قبض کی جاتی ہے تو اس کا بدن سے تعلق باقی رہتا ہے یا نہیں؟ اگر تعلق باقی رہتا ہے اور یقیناً رہتا ہے جیسا کہ نبض، سانس، ہضم اور حرکت اس کے شاہد میں۔تو یہ تعلق عالم برزخ میں کیوں ممکن نہیں؟ جبکہ یہ جمہور اہل سنت کا عقیدہ بھی ہے۔اس فرمان الٰہی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ اگر بحالت نیند روح کا تعلق باقی رہتا ہے تو بحالت موت بھی باقی رہتا ہے۔ کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔البتہ روح کا تصرف ختم ہو جاتا ہے، جسم پر تعلقِ روح کے دو بڑے اثرات مرتب ہوتے ہیں ایک شعور کا اور ایک حرکت کا۔بسا اوقات ایک قائم رہتا ہے اور ایک ختم ہو جاتا ہے، حرکت کا تعلق ختم ہو جائے تو آدمی مفلوج ہو جاتا ہے، شعور کا ختم ہو جائے تو مجنون ہو جاتا ہے، بحالت نیند شعور کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، حرکت کا قائم رہتا ہے، اسی لیے نائم کو مجنون کی طرح مرفوع القلم قرار دیا گیا ہے، اور بحالت موت عالم برزخ میں حرکت کا تعلق ختم ہو جاتا ہے مگر شعور کا قائم رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ عذاب و راحت کو محسوس کرتا ہے۔

(۱۲) قبر میں ہوش قائم رہتے ہیں!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عقل و شعور کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔جوں جوں انسانی جسم بچپن سے جوانی کی طرف نشو و نما پاتا ہے، اس کی ذہنی و عقلی صلاحتیں ترقی پذیر ہوتی رہتی ہیں، جب بڑھاپے کا ضعف آتا ہے تو یہ صلاحیتیں جواب دے جاتی ہیں، اسی لیے عام طور پر بچپن اور بڑھاپے کو ایک جیسا سمجھا جاتا ہے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے قبر کے اندر نکیرین کی آمد اور ان کے سوالات کا تذکرہ فرمایا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت ہم میں ہوش و حواس ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! حضرت عمرؓ نے عرض کیا پھر کچھ پرواہ نہیں (نور الصدور فی شرح القبور صفحہ ۵۷) اس سے صاف ظاہر ہے کہ قبر کے اندر سوالات جسم مع الروح سے ہی ہوتے ہیں، امید ہے خوستی صاحب ان عقلی دلائل کی طرف بھی توجہ دیں گے۔اور اس کے لئے دیانت و امانت کا راستہ اختیار کریں گے۔

فصل ششم......

المہند علی المفند ......پر......خوستی صاحب کے حملے

بریلوی مکتب فکر کے بانی خان احمد رضا خان صاحب بریلوی نے برصغیر کے اندر اپنی بے وقعتی اور بزرگان دیو بند کی قدر و منزلت دیکھ کر از راہ حسد ۱۳۲۳ھ علماء دیو بند کی بعض عبارات میں قطع و برید کر کے اور ان سے اختراعی مفہوم تراش کر ایک رسالہ تالیف کیا۔ پھر جعل سازی کر کے ان پر علماء حرمین کے فتاوی حاصل کئے اور ۱۳۲۵ھ میں ''حسام الحرمین'' کے نام سے انہیں شائع کر دیا۔ تلبیس ابلیس ظاہر ہونے پر علماء حرمین شریفین نے ۲۶، سوالات مرتب کر کے علماء دیو بند کے پاس ارسال کئے جن کے جوابات فخر المحد ثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے تحریر فرمائے۔ اس وقت کے ۲۴، اکابر علماء نے اس پر دستخط کئے علماء حرمین نے ان جوابات کی تصدیق و تصویب فرمائی، اور وہ المہند علی المفند کے نام سے ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوئے۔

عقیدہ حیات النبیؐ کے بارہ میں مسلک دیو بند کے حوالہ سے مضبوط تر اور آسان ترین دلیل یہی ''المہند علی المفند'' ہے، جو بزرگان دیو بند کی ایک اجماعی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی اجماعی دستاویز کو قائلین حیات الانبیاء کی طرف سے ہمیشہ فیصلہ کی بنیاد بنانے کی کوشش کی گئی۔ اور اسی سے انحراف منکرین حیات کے دیو بندیت سے خروج کا ذریعہ بنا۔ یہ دستاویز مماتیت کے گلے کی وہ ہڈی ہے جسے نگلنا بھی مشکل، اگلنا بھی محال۔ اسی لیے مماتیت کا جاہل و جذباتی اور حقیقت کا سامنا کرنے کے حوصلہ سے محروم طبقہ گاہے گاہے قلمی جسارتیں اور لسانی شرارتیں کرتا رہتا ہے۔ اور اسے تختہ مشق بنا کر دیو بندیت کے مقدمہ کو کمزور کرنے کی سازش میں مصروف رہتا ہے۔ خوستی صاحب کے اس پر حملے بھی اسی شرارت و جسارت کا تسلسل ہیں۔ البتہ ان کے بعض اعتراضات بالکل نئے اور عجیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی خوستی صاحب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

(۱) المہند ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی!

''المہند علی المفند'' پر خوستی صاحب نے پہلا حملہ یہ کیا ہے کہ یہ کتاب پہلی بار ۱۳۵۲ھ میں

شائع ہوئی، جبکہ لکھنے والے بھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔جس مولوی احمد رضا خان کے خلاف لکھی گئی وہ بھی ۱۳۴۰ھ میں وفات پا چکے تھے۔اس میں بہت حد تک تغیر وتحریف کر دی گئی۔اصل کے اندر عقیدہ حیات النبیؐ اس طرح نہیں تھا۔ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ مماتیت کی پیروی میں خوستی صاحب اتنی دور جا چکے ہیں۔خوستی صاحب کا یہ دعویٰ متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

(اولاً) اس لیے کہ جب امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور فقیہہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ جیسے محققین علماء ''المہند'' کی اشاعت ۱۳۲۵ھ میں تسلیم کرتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں خوستی صاحب تحقیق کی کیا حیثیت ہے؟ممکن ہے انہوں نے ۱۳۵۲ء کا مطبوعہ ایڈیشن دیکھا ہو۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بے خیالی کی وجہ سے ۲۵،کو ۵۲ پڑھ رہے ہوں۔

(وثانیا) اس لیے کہ المہند کا اردو ترجمہ خود مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے کیا،اب جوابات تحریر کر لینے،تصدیقات حاصل کر لینے،اس کو اردو ترجمہ کر لینے کے بعد اسے داخل دفتر کر دینا، پبلک کے اندر نہ لانا خوستی صاحب کی عقل میں شاید آ جائے،لیکن کسی صاحب دانش انسان کے لئے نا قابل فہم ہے۔

(وثالثاً) اس لیے کہ ہمارے ہاں المہند کا جو نسخہ مختلف اداروں کی طرف سے شائع ہو رہا ہے، اس میں تقریباً ۸،صفحات ابتدائیہ کے طور پر شامل ہیں،اس ابتدائیہ سے درج ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں......(۱) یہ ابتدائیہ کم از کم دوسرے یا تیسرے ایڈیشن کا ہے۔کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ اہل اسلام کو اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین ومصر وحلب وشام ودمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ طبع کرا دیا گیا،تا کہ اہل اسلام کو خان صاحب کی ایمانداری پوری طرح معلوم ہو جائے ...... (۲) اس ابتدائیہ کے اندر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اسماء گرامی کے ساتھ قدس سرہم کے دعائیہ کلمات تحریر ہیں جبکہ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اسماء گرامی کے ساتھ مدت فیوفہم اور دامت برکاتہم کے دعائیہ کلمات استعمال کئے گئے ہیں،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دوسری یا تیسری اشاعت بھی ان بزرگوں کی حیات میں ہوئی۔مولانا سہارنپوریؒ کا سانحہ ارتحال ۱۳۴۶ھ میں پیش آیا............(۳) اس ابتدائیہ کے اندر ایک مقام پر لکھا

ہے کہ......اب اہل ایمان خان صاحب سے دریافت فرمائیں کہ آپ نے ’’حسام الحرمین‘‘ میں تحریر فرمایا ہے۔اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ..........پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علماء دیوبند کے ساتھ تمام علماء حرمین شریفین ومصر وحلب وشام ودمشق سب کی تکفیر کرتے ہیں..........اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا کم از کم دوسرا ایڈیشن بھی خان صاحب کو مخاطب کر کے ان کی زندگی میں شائع ہوا۔اور خان صاحب کی وفات ۱۳۴۰ھ میں ہوئی۔

(ورابعاً) اس لئے کہ المہند پر تائیدی دستخط کرنے والے اکثر علماء اگر چہ ۱۳۵۲ھ سے قبل وفات پا چکے تھے، لیکن ان میں سے مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ (المتوفی ۱۳۶۱ھ) مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی ۱۳۶۲ھ) مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوریؒ (المتوفی ۱۳۶۷ھ) اور مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۳۷۲ھ) چار علماء ابھی حیات تھے۔ان میں سے کسی نے المہند کے جعلی یا محرف ہونے کا اظہار نہیں کیا۔اور نہ اس پر اپنے دستخطوں سے انکار کیا۔یاد رہے کہ حضرت تھانویؒ اس کے بعد دس سال اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اس کے بعد ۲۰ سال تک حیات رہے۔

(وخامساً) مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ نے (۱۳۵۲ھ کے ۳۶،سال بعد) ۱۳۸۸ھ میں عقائد المہند پر علماء دیوبند کے جدید تائیدی دستخط لینے کی تحریک شروع کی،جس پر مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ، قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ، مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، مولانا سید حامد میاںؒ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اور مولانا ایوب جان بنوریؒ جیسے اکابر نے دستخط کئے، جو شائع ہو چکے ہیں۔خوستی صاحب بتائیں کہ اگر یہ عقائد غلط ہوتے، کسی جعلی اور محرف کتاب کے ہوتے تو مذکورہ اکابر ان پر دستخط کرتے؟ ان اکابر نے اس کے محرف وجعلی ہونے کا اعلان کیوں نہ کیا؟ کیا اس کے جعلی ومحرف ہونے کا انکشاف صرف خوستی صاحب پر ہوا؟

(۲) بعض علماء کا عقیدہ المہند کے خلاف ہے!

خوستی صاحب نے المہند پر دوسرا حملہ یہ کیا ہے کہ المہند پر دستخط کرنے والے بعض علماء کا عقیدہ حیات النبی اس کے برعکس ہے۔یہ جملہ بعض دیگر مماتیوں کی طرف سے بھی سامنے آچکا ہے۔

لیکن آج تک کوئی مماتی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکا جس میں کسی دیوبندی بزرگ کی طرف سے تعلق روح کی نفی اور عندالقبر سماع صلوٰۃ وسلام سے انکار کیا گیا ہو۔ اور نہ خوستی صاحب ایسا کوئی حوالہ تا قیامت پیش کر سکیں گے۔ اس ساری کاوش کا اصل مقصد بزرگان دیوبند کو العیاذ باللہ منافق ثابت کرنا ہے کہ وہ اپنی کتب کے اندر عقیدہ اور دیتے تھے اور مصلحت پرستی کا شکار ہو کر دستخط کسی اور عقیدہ پر کر دیتے تھے۔ جو کہ ان بزرگان دیوبند پر ایک شرمناک افترا ہے۔

(۳) موجودہ علماء حجاز اس عقیدہ کی تائید نہیں کرتے!

خوستی صاحب کا المہند پر تیسرا حملہ یہ ہے کہ موجودہ علماء حجاز اس کے عقیدہ کے حیات النبی کی تائید نہیں کرتے۔ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ حکومت سعودیہ نے شاہ فہد بن عبدالعزیز مرحوم کی بیسویں سالگرہ بیعت کے موقع پر ۱۴۲۳ھ میں ''الدلیل المختار فی الحج والزیارۃ والاعتمار'' کے نام سے ایک خصوصی اشاعت حاجیوں میں تقسیم کی۔ جس کا اردو ترجمہ بھی تقسیم کیا گیا۔ اس میں یہ عبارت مذکور ہے کہ:

> ''مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کی زیارت بہترین طاعت اور عظیم ترین نیکی کے کامون میں سے ہے۔ یہ اسلام کی ان سنتوں میں سے ہے جو مرد و عورت کے لیے برابر، وہ قریب ہوں یا دور، سفر میں ہوں یا مقیم، قرآن وسنت واجماع وقیاس سے ثابت ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر سلام کہنے والے کا اپنی قبر میں سلام سنتے اور اس کی حاضری جانتے ہوئے جواب بھی دیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: جو کوئی بھی مجھ پر سلام کہے، اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے میں لوٹا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔''

[اردو ایڈیشن۔ص:۲۴۳......عربی ایڈیشن، ص:۱۹۶]

اس کے علاوہ بھی علماء حجاز کی متعدد کتابوں میں اس عقیدہ کی صراحت موجود ہے۔ اور یہ تمام کتب والد محترم مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب مدظلہ کے پاس موجود ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ علماء حرمین کا عقیدہ حیات النبی، المہند سے الگ اور مختلف ہے، سراسر مفروضہ ہے۔

(۴) یہ عقیدہ احمد رضا خان کے عقیدہ کے مطابق ہے!

خوستی صاحب نے المہند پر چوتھا حملہ یہ کیا ہے کہ: یہ کتاب خان احمد رضا خان بریلوی کے

خلاف لکھی گئی، اور اس میں مذکور عقیدہ حیات النبی چونکہ خان صاحب کے عقیدہ کے مطابق ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کتاب جعلی ومحرف ہے۔ خوستی صاح کی منطق کا صغریٰ، کبریٰ اور نتیجہ بہت حیرت انگیز ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ''المہند'' خان صاحب بریلوی کے عقائد کے جواب میں نہیں لکھی گئی کہ اس میں مذکور عقائد خان صاحب کے مذہب کے خلاف ہوں، بلکہ یہ اُن کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اگر اسے خوستی صاحب کی منطق کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس میں عقیدہ ختم نبوت بھی مذکور ہے۔ درود شریف بکثرت پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے۔ نظریۂ تقلید بھی مذکور ہے، عظمت مصطفیٰ کا نظریہ بھی مذکور ہے، ضرورت تصوف کا مؤقف بھی موجود ہے، تکفیر قادیانیت کا نظریہ بھی موجود ہے، اور یہ تمام نظریات خان صاحب بریلوی کے نظریات سے، مطابقت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان سے بھی دستبرداری اختیار کرنا ہوگی۔ اگر یہی طرزِ تحقیق ہے تو ہم خوستی صاحب سے دست بستہ التجا کریں گے کہ خدارا! اپنے دامن میں کچھ رہنے دیجئے! آپ کا یہ فلسفہ تو آپ کو عقائد حقہ سے بالکل تہی دامن کر کے رکھ دے گا۔ باقی جہاں تک اس بارہ میں بریلوی مذہب کا تعلق ہے تو خوستی صاحب دو چیزیں پیش نظر رکھیں......(١) یہ کہ بریلوی مذہب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اور ہر جگہ سنتے ہیں۔ جبکہ دیوبند حضرات عند القبر سماع کا عقیدہ رکھتے ہیں۔...... (٢) یہ کہ بریلوی مذہب میں ازواج مطہراتؓ، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روضۂ اقدس میں پیش کی جاتی ہیں اور آپ ان سے مباشرت کرتے ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص:٢٧٦) جبکہ دیوبندی حضرات ان کے اس مؤقف کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

(۵) یہ عقیدہ ایک متعصب شخص نے شامل کیا ہے!

خوستی صاحب کی طرف سے ''المہند'' پر پانچواں حملہ یہ کیا گیا ہے کہ: المہند میں عقیدہ حیات النبی ایک متعصب شخص نے شامل کیا ہے۔ اصل مسودہ میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں تھا۔ ٢٧، سال تک یہ مسودہ پوشیدہ رکھا گیا، مولانا سہارنپوری کی وفات کے بعد تبدیلی کر کے اسے شائع کر دیا گیا۔ خوستی صاحب میں اگر جرأت ہوتی تو وہ اس متعصب شخص کا نام اور اس کی بد دیانتی کا کوئی معقول حوالہ ضرور نقل کرتے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور ان شاء اللہ تا قیامت ایسا کر بھی نہیں سکیں گے۔ ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ ''المہند'' حضرت سہارنپوریؒ کے دور میں ان کے اپنے ترجمے کے ساتھ شائع

ہو چکی تھی۔ جبکہ خوستی صاحب کا دعویٰ محض قرائن کی بنیاد پر ہے۔اور خوستی صاحب دلیل اور قرینہ کے درمیان فرق تو یقیناً جانتے ہوں گے۔

(۶) اس میں سیوطیؒ و نانوتویؒ کا حوالہ دیا گیا ہے!

خوستی صاحب نے المہند پر چھٹا حملہ یہ کیا ہے کہ اس میں چونکہ علامہ سیوطیؒ کا حوالہ دیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرامؑ قبروں سے نکل کر زمین کے کناروں کی سیر کرتے ہیں۔اور مولانا قاسم نانوتویؒ کا حوالہ دیا گیا ہے جو خروج روح کے قائل نہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ المہند جعلی و محرف ہے۔خوستی صاحب پر حیرانگی ہوتی ہے کہ اکابر کے مسلک سے بیزاری اور اُن پر الزام تراشی کی نحوست نے ان کو کس مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ان کے نزدیک المہند اس لیے غلط ہے کہ اس میں حضرت نانوتویؒ کا حوالہ موجود ہے۔اور وہ خود اس کے باوجود صحیح ہیں کہ حضرت نانا توی ؒ کو اپنا ہم نوا ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ان سے کوئی پوچھے کہ اگر نانوتویؒ کے حوالہ کی وجہ سے المہند جعلی ہے تو اس حوالہ کی وجہ سے اپنے کتابچہ کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ خوستی صاحب نے اگر تحقیق کے میدان میں زور آزمائی شروع کر ہی دی ہے تو انہیں یہ اصول از بر کر لینا چاہیے کہ اگر کسی بزرگ کا کسی ایک مسئلہ میں حوالہ دیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ اس کے تفردات بھی قبول کر لیے گئے ہیں۔یا اس کے تمام نظریات کی صحت پر ضمانت دیدی گئی ہے۔اگر وہ اس اصول کو حرزِ جان بنالیں تو میدان تحقیق میں بے شمار رسوائیوں سے بچ سکتے ہیں۔

(۷) بعض مہریں ۱۳۲۵ھ سے پہلے کی ہیں!

خوستی صاحب کا ''المہند'' پر ساتواں حملہ یہ ہے کہ اس پر بعض مؤیدین کی مہریں ۱۳۲۵ھ سے پہلے کی ہیں، لہٰذا یہ کتاب جعلی ہے۔اس سے ان کا اشارہ شیخ معصوم احمدؒ مدرس مسجد نبوی (جن کی مہر پر ۱۳۰۲ھ درج ہے۔) شیخ خلیل ابراہیمؒ مدرس مسجد نبوی (جن کی مہر پر ۱۳۰۵ھ درج ہے) شیخ رسوحی عمرؒ (جن کی مہر پر ۱۳۲۲ھ درج ہے) وغیرہم کی طرف ہے۔لیکن ان کی آنکھوں پر تعصب کی ایسی عینک چڑھ گئی ہے کہ وہ تخلیق مہر اور اجراء فتویٰ کی تاریخوں میں فرق ہی نہیں کر پا رہے۔ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مہر کے اندر جو تاریخ ہوتی ہے وہ اجراء فتویٰ کی نہیں تخلیق مہر کی ہوتی ہے۔اجراء فتویٰ کی تاریخ، مفتی کے دستخطوں کے ساتھ مندرج ہوتی ہے۔اگر انہیں کبھی فرصت مل سکے تو وہ اردو فتاویٰ پر

ایک نظر ضرور ڈال لیں، انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تخلیق مہر کی تاریخ ۱۳۰۱ھ ہے، اور اجراءِ فتویٰ کی تاریخ ۱۳۴۰ھ ہے۔ امید ہے خوستی صاحب کی معلومات میں خاصا اضافہ ہو چکا ہوگا۔ ہم انہیں یہ ضرور باور کرانا چاہیں گے کہ بریلوی حضرات بھی "المہند" کو جعل سازی قرار دیتے ہیں، اور آپ کا دعویٰ بھی یہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اسے حضرت سہارنپوریؒ اور دیگر علماء دیوبند کی جعل سازی قرار دیتے ہیں، اور آپ کے نزدیک یہ نامعلوم متعصب شخص کا کارنامہ ہے۔ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ آپ کا رخ کس سمت میں ہے؟ ہم بریلوی مزاج دیوبندی ہیں یا آپ بریلوی مزاج بریلوی؟

حرف آخر!

آخر میں خوستی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ خدارا عجب اور خود پسندی کے خول سے نکلئے، آپ نے ہمارے استاذ گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ، (استاذ الحدیث: جامعہ مدنیہ جدید، لاہور......وخلیفۂ مجاز: امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ) عم محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ (تلمیذِ رشید و فرزندار جمند وخلیفۂ مجاز: امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ) اور استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہ کو بیک جنبش قلم غیر معروف قرار دیکر یہ لکھ دیا کہ: "ان کے تقاریظ کی کوئی اہمیت نہیں" ایک شہرت پسند غیر معروف قلمکار اس کے سوا کیا لکھا سکتا تھا؟ ان تینوں بزرگوں کی علمی قدر و منزلت کوئی بے علم کیا جانے؟ ان کا مقام اصحاب علم و فضل سے پوچھئے، اس لیے کہ ہیرے کی قدر و منزلت جوہری ہی جان سکتا ہے، اگر خوستی صاحب ان علماء کا عقیدہ و مؤقف تسلیم کر لیتے جن کو وہ معروف و معظم مانتے ہیں تو ان کی یہ بات بھی گوارا کی جا سکتی تھی، لیکن اُن علماء کے عقائد کو تو انہوں نے خود ساختہ توضیح و توجیہ کے خنجر سے ذبح کر ڈالا، یعنی معروف علماء کا نظریہ "مذبوح" اور غیر معروف علماء کی شخصیت "مجروح"، باقی نام صرف خوستی صاحب کا۔ خوستی صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ وہ یا تو تحقیق کے اصول سیکھیں یا اکابر پر اعتماد سیکھیں، اپنے خود ساختہ اصول اور اکابر پر عدم اعتماد آپ کو رسوا کر کے رکھ دے گا۔ امید ہے ہماری اس گزارش پر خوستی صاحب ضرور عمل کریں گے۔ خدا توفیق بخشے۔ آمین، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ ممتاز الحسن خان احسن خدامی......مدرس: جامعہ محمدیہ، لنک روڈ، چوبرجی، لاہور

......مولانا عبدالحق خان بشیر کی مطبوعہ تالیفات......

برصغیر میں اسلام کی آمد واشاعت......اور......اسلامی عقائد ونظریات

تقلید فقہاء اربعہ تاریخ کے آئینہ میں......برصغیر میں اسلام کی آمد واشاعت......علماء دیوبند کا تاریخ ساز کردار، افکار وخدمات کے آئینہ میں......اہل السنہ والجماعۃ کے عقائد ونظریات......صفحات: 192......قیمت: 80

عقیدہ حیات الانبیاء اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی

عقیدہ حیات النبی کے بارہ میں اسلاف امت کے خلاف ''پتھری تحریک'' کے تراشیدہ اعتراضات وتوہمات کا مکمل علمی محاسبہ......مولانا خان بشیر کے بے باک قلم سے......صفحات 128:......قیمت: 80

دوسرا ایڈیشن متعدد ترامیم واضافوں کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔

قادیانی نبوت کے نشیب وفراز

......ایک تحقیقی جائزہ......

قادیانی تحریک کی طرف سے کذب وافتراء پر مبنی ایک گمراہ کن سوالنامہ جس نے ایک حاضر سروس بریگیڈئیر کو اپنے شیطانی جال میں لیکر اسے دولت ایمانی سے محروم کر دیا، لیکن مصنف کے سحر انگیز قلم سے اس سولنامہ کا جواب اس تک پہنچا تو وہ قادیانیت پر لعنت بھیجتا ہوا دامن اسلام میں واپس آ گیا۔ اور قادیانیت خاسر ونامراد ہو کر رہ گئی۔

آپ بھی مطالعہ فرمایئے اور ایمان کو تازگی بخشئے......صفحات: 95......قیمت: 48

نمازِ تراویح اور مذاہب اہل حدیث

نمازِ تراویح کی مستقل حیثیت اور رکعات تراویح کی مسنون تعداد پر ایسی لاجواب کتاب

جس کے بارہ میں مناظر اسلام مولانا امین صفدر اوکاڑویؒ نے مسودہ پڑھ کر فرمایا:

''میں نے اس موضوع پر اس تحقیق وترتیب میں اتنی مدلل وموثر کتاب پہلے نہیں دیکھی۔''

صفحات: 184......قیمت: 70

مرزا قادیانی کا فقہی مذہب......حنفیت یا غیر مقلدیت؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی غیر مقلدیت پر ایک سو سے زائد نا قابل تردید شہادتیں

صفحات:208......قیمت:80

مولانا سخی دادخوستی کے فکری تضادات

(مرتب: حافظ ممتاز الحسن خان احسن) صفحات 72:......قیمت:70

عقیدہ حیات النبی سے متعلق مولانا سخی داداخوستی کی جہالتوں اوران کے تضادات کا ایک فکری وتحقیقی جائزہ

مقصد بعثت اور رسوماتِ میلاد

(مرتب: عبدالرحمٰن خان انس) صفحات:84......قیمت 35

مقصد تخلیق کائنات، مقام بشریت، خلافت الہیہ، حقیقت نبوت، بشریت وعصمت انبیاء، ولادت نبوی، بشریت وعصمت مصطفیٰ اور مقصد بعثت ورسومات میلاد پر مفصل وسیر حاصل بحث، متعدد سوالات کے جوابات

مولانا عبیداللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کی بےلوث خدمات، ان پر عائد کیے گئے دینی وسیاسی الزامات کا مدلل جواب اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے افکارِ فاسدہ کا تحقیقی پوسٹ مارٹم...... پہلا ایڈیشن......صفحات:320......قیمت:150

علم وتحقیق کی دنیا میں تہلکہ......دوسرا ایڈیشن سیکڑوں اضافوں کے ساتھ عنقریب منظر عام پر (ان شاءاللہ)

امریکی صدر وسعودی سلطان کی خط وکتابت اور مسئلہ فلسطین کا تاریخی پس منظر

صفحات:32......قیمت:18

پاکستان ایک مذہبی ریاست یا سیکولر سٹیٹ

صفحات 40......قیمت 20

نائن الیون......نائن سیون

نائن سیون......قادیانی فتنہ اور پاکستانی پارلیمنٹ......نائن الیون......امریکی بدمعاشی اور عالم اسلام......صفحات:30......قیمت:20

ایاز امیر کی ڈبل گیم......ووٹ مسلمانوں کا، وکالت قادیانیوں کی

پاکستانی ایم، این، اے ایاز امیر......اور......امریکی پادری ٹیری جونز کی شرمناک ذہنی ہم آہنگی

ایڈیشن اول، صفحات:64......قیمت:20......ایڈیشن دوم، صفحات 98:......قیمت:35

ناشر: حق چار یار اکیڈمی، محلہ حیات النبی، گجرات

0301-6223211

اسٹاکسٹ

......مکتبہ صفدریہ، نزد گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ......

0300-7463292

......مکتبہ صفدریہ، ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور......

0301-7790908

......مولانا عبد الرؤف نعمانی، اچھرہ، لاہور......

0321-4145543

......مولانا عبدالحق خان بشیر کی زیرِ ترتیب کتب......

امام اہل سنت کے عقائد و نظریات......تحقیق اور اصول تحقیق کے آئینے میں

کیا زندے بھی نہیں سنتے؟ (بجواب، کیا مردے سنتے ہیں؟)

ترک تقلید کی خوفناک تحریک......عبرتناک انجام

قانون توہین رسالت اور قادیانی، غامدی تحریکیں

مجدد الف ثانیؒ سے......غلام غوث ہزارویؒ تک

سلاسل طریقت......اور......ائمہ رشد و ہدایت

تحریک انکار حیات الانبیاءؑ کا گولڈن جوبلی

عبارات اکابر پر سیالوی حملہ کی حقیقت

حرم نبویؐ سے کربلائے معلّٰی تک

مقالات بشیر بر حالات عالمگیر

میثاق انبیاءؑ سے امام انبیاءؑ تک

گنبد خضریٰ سے مقام محمود تک

فکر سندھی حقائق کے آئینہ میں

تاریخ و مسلک علماء دیوبند

حیات قاضی مظہر حسینؒ

ضرب بشیر بر فکر پنج پیر

تحفہ چہل حدیث